عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۱ | ۵ تا ۱۱؍ ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ مطابق یکم تا ۷؍ نومبر ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۴۱

رائے ونڈ کا سالانہ تبلیغی اجتماع

معمولاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مہنگائی کے اسباب

مغربی تہذیب اور مسلمان خواتین

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

والد سے الگ رہنے والے بھائیوں کا وراثت میں حصہ

س:...... ہم سات بھائی اور چھ بہنیں ہیں، ہم میں سے تین بھائی والدین کے ساتھ رہا کرتے تھے اور بقیہ چار الگ رہتے تھے۔ والد صاحب کے انتقال کے بعد دوسرے دن ایک اور بھائی الگ ہوگئے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ ہمارے وہ چار بھائی جو والد صاحب کی موجودگی میں الگ رہتے تھے، ان کو والد صاحب کے مال میں ورثہ ملے گا یا نہیں؟ دوسری بات یہ پوچھنی ہے کہ ہمارے والد صاحب نے مسجد کی تعمیرات کے لئے کچھ سامان خریدا تھا، اس سامان کو ہمارے دو بھائیوں نے اپنے کام میں استعمال کیا ہے، اب آیا اس سامان کو استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... صورت مسؤلہ میں آپ کے والد مرحوم کی کل جائیداد اور ترکہ کو شرعاً بیس حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، جس میں سے دو دو حصے مرحوم کے ہر ایک بیٹے کو ایک ایک حصہ مرحوم کی ہر ایک بیٹی کو ملے گا۔ مرحوم کے بیٹے یا بیٹیاں چاہے ساتھ رہتے ہوں یا الگ رہتے ہوں بہر صورت میں وارث ہوتے ہیں۔ باقی مسجد کی تعمیر کے لئے جو سامان خریدا گیا اگر وہ مسجد کے چندہ سے خریدا تھا تو ایسے تمام سامان کا مسجد میں دینا ضروری ہے، اپنے استعمال میں لانا حرام اور ناجائز ہے اور اگر مرحوم نے اپنی ذاتی رقم سے خریدا تھا اور اسے مسجد میں استعمال کرنے کا موقع نہیں ملا تو ایسی صورت میں بہتر ہے کہ مرحوم کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اس سامان کو مسجد میں ہی استعمال کیا جائے جو کہ مرحوم کے لئے صدقہ جاریہ ہوگا اور اگر ورثا اس کو بھی ترکہ میں شامل کر کے تقسیم کرنا چاہیں تو ان کی مرضی ہے۔ ایسی صورت میں جن دو بھائیوں نے یہ سامان استعمال کیا ہے، اس کی رقم ان کے ترکہ میں شامل کر کے ان کو باقی کا حصہ دے دیا جائے۔

سیّدہ لڑکی کا غیر سیّد لڑکے سے نکاح

س:...... میں ایک سیّد خاندان سے ہوں، میری چار بیٹیاں ہیں جن کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی اور عمر نکلتی جارہی ہے، خاندان کے رواج کے مطابق سیّد لڑکے سے ہی شادی ہوسکتی ہے۔ غیر سیّد اچھے اور مناسب رشتے آتے ہیں لیکن میں مجبور ہوں خاندانی رواج کی وجہ سے، میں سخت پریشان ہوں کہ کیا کروں؟ کیا شریعت میں ایسی کوئی پابندی ہے کہ غیر سیّد لڑکوں سے سیّدہ لڑکی کا نکاح نہیں ہوسکتا؟

ج:...... ولی اگر سیّدہ لڑکی کا نکاح اس کی اجازت سے کسی غیر سیّد سے کردے تو یہ نکاح منعقد ہوجائے گا۔ اسلام میں ایسی کوئی پابندی نہیں ہے کہ سیّد اور غیر سیّد ایک دوسرے کے خاندان میں رشتے نہیں کرسکتے۔ عوام میں یہ بات مشہور ہے جو بالکل غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اگر دینی اور دنیاوی اعتبار سے کوئی مناسب رشتہ مل جائے تو لڑکی کا نکاح کردینا چاہئے۔ خود ساختہ رسم و رواج کی وجہ سے لڑکی یا لڑکے کا نکاح نہ کرنا اور لڑکی کو بٹھائے رکھنا شرعاً و عقلاً درست نہیں۔

’’لو زوجھا احد الأولیاء من غیر کفؤ برضاھا من غیر رضا الباقین یجوز عند عامة العلماء۔‘‘

(بدائع الصنائع، ج:۲،ص:۳۱۸)

واللّٰہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۱ ۵ تا ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ، مطابق یکم تا ۷ نومبر ۲۰۲۲ء شمارہ:۴۱

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قادیانیوں کے دجل وفریب کا نمونہ! ۵ محمد اعجاز مصطفیٰ
معمولاتِ نبوی ﷺ ۷ جناب ڈاکٹر ساجد خاکوانی
رائے ونڈ کا سالانہ تبلیغی اجتماع ۱۱ رانا اعجاز حسین چوہان
مغربی تہذیب اور مسلمان خواتین ۱۳ مولانا فرید احمد نعمانی
مہنگائی کے اسباب ۱۵ جناب سعید الرحمٰن نور العین
کارٹون بینی، ویڈیو گیم اور مسلمان بچے ۱۹ مولانا مفتی محمد شہزاد شیخ مدظلہ
خطاب: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ۲۲ ترتیب: مولانا محمد حسان اعجاز
تبلیغی ودعوتی اسفار ۲۴ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۱۱ (۲ نبوت کے واقعات)

۴:... اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا، مگر ''مواہبِ لدنیہ'' اور ''سیرتِ شامیہ'' میں لکھا ہے کہ: جب یہ آیت نازل ہوئی ''وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَکَ الْأَقْرَبِيْنَ'' تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان کے لوگوں کو جمع کیا، ان ہی میں ابولہب بھی تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی تو ابولہب بولا: ''تَبًّا لَکَ سَائِرَ الْيَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا'' ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے منسوب تھیں، حضرت رُقیہؓ عتبہ سے اور اُمِّ کلثومؓ عتیبہ سے، ابھی تک خانہ آبادی نہیں ہوئی تھی، اس واقعے کے بعد ابولہب نے اپنے دونوں لڑکوں کو حکم دیا کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صاحبزادیوں کو طلاق دے دیں، طلاق ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد حضرت رُقیہؓ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا۔ ۳ نبوّت کے ذیل میں آئے گا کہ مذکورہ بالا آیت کا نزول ۲ یا ۳ نبوّت میں ہوا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال اپنے خاندان کے لوگوں کو اِسلام کی دعوت دی تھی اور رجب ۵ نبوّت میں حضرت عثمانؓ نے حضرت رُقیہؓ کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کی تھی، اس کی تفصیل اپنی جگہ آتی ہے۔ حضرت عثمان اور حضرت رُقیہ رضی اللہ عنہما دونوں میاں بیوی حسن وجمال کا پیکر تھے، اسی وجہ سے کہا جاتا تھا:

اَحْسَنُ الزَّوْجَيْنِ رَاٰی اِنْسَانُ
رُقَيَّةُ وَزَوْجُهَا عُثْمَانُ

ترجمہ:... ''سب سے خوبصورت جوڑا جو کسی انسان نے دیکھا وہ حضرت رُقیہؓ اور ان کے شوہر حضرت عثمانؓ کا ہے۔''

جب حضرت رُقیہؓ سے حضرت عثمانؓ کا نکاح ہوا تو حضرت عثمانؓ کی عمّہ محترمہ سعدیٰ بنتِ کریز صحابیہ نے یہ قصیدۂ تہنیت کہا، جسے ابوسعید نے ''شرف النبوۃ'' میں اور محبّ طبری نے ''الریاض النضرۃ'' میں بھی نقل کیا ہے:

هدى الله عثمان الصفى بقوله
فارشده و الله يهدى الى الحق

ترجمہ:... ''برگزیدہ عثمان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے ہدایت دی، اور حق کی طرف ان کی راہ نمائی فرمائی، اور اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دیتا ہے۔''

فتابع بالرای السديد محمدًا
و كان ابن اروىٰ لا يصدّ من الصدق

ترجمہ:... ''انہوں نے صحیح رائے کے تحت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی، یوں بھی اروىٰ کا بیٹا سچائی سے منہ موڑنے والا نہ تھا۔''

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

قادیانیوں کے دجل وفریب کا نمونہ!

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

انگریز جب برصغیر پر مسلط ہوا، چونکہ اس نے حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی اور مسلمانوں میں جذبہ جہاد کی چنگاری موجود تھی، جس کا اظہار بھی وقتاً فوقتاً ہوتا تھا، اس لئے اس نے جذبہ جہاد کو سرد کرنے کے لئے مسلمانوں میں تقسیم کا منصوبہ بنایا، مرزا غلام احمد قادیانی کو خود ''کاشت'' کیا اور تدریجاً اسے نبوت کے منصب پر فائز کردیا۔ ادھر مسلمان کسمپرسی میں ہونے کی وجہ سے بعض لوگ اس کے بہکاوے میں آ گئے۔ ہمارے اکابرین نے مرزا کی جب تحریریں دیکھیں تو اول روز سے مسلمانوں کو متنبہ کیا اور اس کے دجل وفریب کو بھانپتے ہوئے اسے کافر ومرتد قرار دیا۔ پاکستان بن جانے کے بعد ۱۹۷۴ء میں پوری بحث وتمحیص کے بعد قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر ان کو آئین وقانون میں غیرمسلم اقلیت قرار دے دیا۔ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری ہوا۔ اب قادیانی ظاہری طور پر تو اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کرتے، لیکن انداز بدل کر اب، زن، زر کے زور پر کبھی اپنی چھوکری مسلمانوں میں گھسا کر اور کبھی مسلمان بچی کو ورغلا، پھسلا کر اس کے ذریعے مسلمانوں کو پھانستے ہیں، اسی کا ایک مظاہرہ درج ذیل خبر میں ہے۔ محض مسلمانوں کو جگانے کے لئے اس خبر کو بطور اداریہ شائع کیا جا رہا ہے۔ ملاحظہ کریں:

''کراچی (رپورٹ: سیّد علی حسن) مسلمان خاتون استانی سے خود کو مسلمان ظاہر کرکے نکاح کرنے والے دھوکے باز قادیانی کو جیل بھیج دیا گیا۔ قادیانی ہونے کے باوجود نکاح نامہ مسلم فیملی لاء کے تحت رجسٹرڈ کرایا۔ الیکشن کمیشن کی انتخابی فہرست میں بھی قادیانی رجسٹرڈ پایا گیا ہے۔ ملزم قادیانی جماعت کو باقاعدگی سے رواں سال تک چندہ بھی دیا کرتا آ رہا ہے۔ ملزم کے قادیانی ہونے کا پتہ چلنے پر استانی کے بھائی نے تھانہ ماڈل کالونی میں مقدمہ درج کروایا۔ دوسری جانب جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت نے ملزم کو عدالتی تحویل میں جیل بھیجنے کا حکم دیتے ہوئے تفتیشی افسر سے مقدمہ کا چالان طلب کرلیا ہے۔ قبل ازیں عدالت کی جانب سے ملزم کی ضمانت منسوخ ہونے پر اسے گرفتار کرلیا گیا تھا۔ تفصیلات کے مطابق ماڈل ٹاؤن کی رہائشی خاتون سے قادیانی صغیر احمد ولد بشیر احمد نے مسلمان بن کر نکاح کیا تھا، جس پر اسے گرفتار کرکے اسے جیل بھیج دیا گیا ہے۔ ملعون نے فروری 2021ء میں نکاح کیا اور خود کو مسلمان ظاہر کیا جس کے خلاف خاتون کے بھائی نے تھانہ ماڈل کالونی میں مقدمہ درج کروایا۔ مقدمہ ہونے پر ملزم نے عبوری ضمانت حاصل کرلی تھی جسے بعد میں عدالت نے منسوخ کرکے اس کی گرفتاری کا حکم دیا اور پولیس نے ملزم کو پکڑ لیا تھا۔ امت کو حاصل ہونے والی دستاویزات کے مطابق 23 ستمبر 2022ء کو مدعی ممتاز خان کی جانب سے تھانہ ماڈل کالونی میں مقدمہ الزام نمبر 239/2022 درج کروایا گیا۔ مقدمہ کے متن کے مطابق مدعی مقدمہ نے شکایت درج کرتے ہوئے بتایا کہ میں ماڈل کالونی کا رہائشی اور پرائیویٹ ملازمت کرتا ہوں۔ میری بہن ملیر کینٹ کے اسکول میں پڑھاتی ہے۔ وہ صبح اسکول گئی جس کے بعد واپس گھر نہیں آئی جس پر اس کے موبائل نمبر پر کال کرتے رہے مگر اس کا نمبر مسلسل بند جا رہا تھا، اسکول سے معلوم کیا تو اسکول والوں نے بتایا کہ آپ کی بہن کو مسلسل غیرحاضری پر اسکول سے نکال دیا گیا ہے، معلوم کرنے پر پتا چلا کہ میری بہن کو صغیر احمد ولد بشیر

احمد نامی شخص بہلا پھسلا کر زنا کی نیت سے ساتھ لے گیا ہے۔صغیر احمد کے بارے میں معلومات حاصل کرنے پر پتا چلا کہ وہ غیر مسلم ہے اور اس کے گھر کے باہر قادیانی کا بورڈ لگا ہوا ہے۔میرا دعویٰ صغیر احمد کے خلاف میری بہن کو بہلا پھسلا کر زنا کی نیت سے اغوا کر کے لے جانے کا ہے قانونی کارروائی کی جائے۔بعدازاں یہ بات سامنے آئی کہ صغیر احمد نے 23 رفروری 2021ء کو مسلمان استانی سے نکاح کیا تھا جب کہ اس نے اسلام 29 رستمبر 2022ء کو قبول کیا ہے۔11 راکتوبر 2022ء کو دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے جاری ریفرنس نمبر KAN-3578 اور اظہار اسلام کی سند کے مطابق صغیر احمد ولد بشیر احمد نے 29 رستمبر 2022ء کو دارالافتاء اہلسنت میں آ کر بلا جبر و اکراہ اپنی رضامندی سے اسلام قبول کرنے کا اظہار کیا اور اپنے سابقہ قادیانی راحمدی مذہب سے بے زاری کا اقرار بھی کیا، اس کے علاوہ الیکشن کمیشن کی حتمی انتخابی فہرست 2022ء میں صغیر احمد کو قادیانیوں کی فہرست میں پایا گیا ہے۔مقدمہ درج ہونے کے بعد صغیر احمد نے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج شرقی کی عدالت سے عبوری ضمانت حاصل کر لی تھی، جسے 12 راکتوبر کو عدالت نے منسوخ کرتے ہوئے گرفتاری کا حکم دیا۔ضمانت منسوخ ہونے کے بعد ماڈل کالونی پولیس نے صغیر احمد کو گرفتار کیا۔دوران تفتیش یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ ملزم قادیانی جماعت کو چندہ دیتا آ رہا ہے۔رواں سال بھی اس نے قادیانی جماعت کو چندہ دیا ہے۔دوسری جانب تھانہ ماڈل کالونی پولیس کی جانب سے ملزم صغیر احمد کو جوڈیشنل مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کر کے موقف اختیار کیا گیا کہ ملزم سے تفتیش مکمل کر لی ہے۔عدالت نے ملزم کو عدالتی تحویل میں جیل بھیجنے کا حکم دے دیا۔عدالت نے تفتیشی افسر سے آئندہ سماعت پر مقدمہ کا چالان بھی طلب کر لیا ہے۔اس کے متعلق مدعی مقدمہ کے وکیل منظور احمد میو راجپوت نے امت کو بتایا کہ عدالت میں پیش ہو کر الیکشن کمیشن کی ووٹر لسٹ جمع کرائی جس کے مطابق صغیر احمد قادیانی ہے۔اس نے فروری 2021ء میں نکاح کیا تھا لیکن اس نے اپنے قبول اسلام کا سرٹیفکیٹ ستمبر 2022ء کا لگایا ہوا ہے۔اس سے ظاہر ہے کہ نکاح کے وقت یہ قادیانی تھا۔آئین پاکستان کے آرٹیکل 260 کے تحت قادیانی غیر مسلم ہیں اور مسلمان خاتون کی کسی غیر مسلم مرد سے شادی نہیں ہو سکتی۔اس جرم کے مرتکب پر دفعہ 365 کے ساتھ ساتھ 493اے سیکشن لگتی ہے۔اس دفعہ کے مطابق پاکستان پینل کورٹ کے تحت کوئی بھی آدمی کسی عورت کو اپنی بیوی کہہ کر اس سے ملتا رہے جب کہ وہ اس کی بیوی نہ ہو تو اس کے لئے 10 سے 25 سال تک سزا ہے، جب صغیر احمد قادیانی ہے تو یہ اپنا نکاح نامہ مسلم فیملی لاء 1961ء کے تحت رجسٹرڈ نہیں کروا سکتا ہے، انہوں نے بتایا کہ آئین کے آرٹیکل 63 کے تحت خود کو منارٹی میں رجسٹرڈ کرانے والے غیر مسلموں کو حکومت پاکستان تحفظ فراہم کرے گی۔ان کی عبادت خانوں کو بھی تحفظ دے گی، جو حکومت پاکستان کی جانب سے دی جا رہی ہے جبکہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے، تاہم ابھی تک انہوں نے خود کو منارٹی میں رجسٹرڈ نہیں کرایا ہے۔قادیانی مسلمان بن کر دھوکا دیتے ہیں، جن پر انہیں قانون کے مطابق سزا ہونی چاہئے۔'' (روزنامہ امت کراچی، ۱۶ر اکتوبر ۲۰۲۲ء)

حکومت پاکستان سے درخواست ہے کہ ایسے لوگوں کو جو مسلمان بچیوں کو اپنے جھوٹ، کذب بیانی اور دجل و فریب کے ذریعے گمراہ کرتے ہیں، انہیں سخت سے سخت سزا دی جائے۔اسی طرح قادیانی جو اسلامی شعائر کا استعمال کرتے ہیں، ان کو اس سے باز رکھا جائے جو کہ آئین اور قانون کا تقاضا ہے۔ورنہ قانون کے مطابق انہیں گرفتار کر کے سخت سزا دی جائے۔عوام الناس سے بھی درخواست کریں گے کہ اپنے بچوں، رشتہ داروں اور دوسرے مسلمانوں کو قادیانیت کے کفر سے آگاہ کرتے رہا کریں اور علماء کرام، بزرگان دین اپنے محلے یا قریبی مسجد کے امام صاحب سے دین کی بنیادی معلومات سے آگاہی لیتے رہیں اور خصوصاً قادیانیت اور قادیانیوں کے کفر اور دجل و فریب کے بارہ میں ضروری معلومات حاصل کر کے اپنے بچوں اور متعلقین کے ذہن میں پیوست کر دیں، تاکہ ان کا دین و ایمان محفوظ رہے۔اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائے، غیر متعصب اور انصاف پسند قادیانیوں کو اسلام کی دولت سے نواز دے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ فرمادے، آمین۔وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

معمولاتِ نبوی ﷺ

جناب ڈاکٹر ساجد خاکوانی

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ رات گئے بیدار ہوتے تھے، وضو فرماتے اور پھر تہجد کی نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کی نماز بہت طویل ہوا کرتی تھی۔ قیام کی حالت میں بہت لمبی تلاوت فرماتے تھے اور رکوع وسجود بھی بہت طویل ہوا کرتے تھے۔ کچھ صحابہ کرامؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہجد کی نماز میں شریک ہونے کی کوشش کی لیکن ان کے لیے ممکن نہ رہا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا طویل قیام فرماتے تھے کہ پاؤں مبارک سوج جاتے اور پنڈلیوں میں ورم آ جاتا۔ جب سجدہ کرنا مقصود ہوتا تو حجرہ مبارک میں اتنی جگہ نہ ہوتی کہ سجدہ کر سکتے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سجدہ کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری ٹانگوں پر اپنا ہاتھ مارتے، میں اپنے پاؤں اکٹھے کرتی تو اس جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ فرماتے تھے۔ اس بات سے حجرہ مبارک کی لمبائی چوڑائی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے جبکہ اونچائی اتنی تھی کہ لمبے قد کا آدمی کھڑا ہو جائے تو کھجور کے پتوں سے لیپی ہوئی چھت سے اس کا سر ٹکرا جائے۔ تہجد کی نماز مکمل ہونے پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان بلند ہو جاتی، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتیں ادا کرتے جنہیں امت فجر کی سنتوں کے نام سے جانتی ہے، پہلی رکعت میں سورۃ کافرون اور دوسری میں سورۃ اخلاص تلاوت فرماتے، یہ مختصر رکعتیں ہوتی تھیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی تھکاوٹ کے باعث ستانے کے لیے لیٹ جاتے اور مسلمان بھی اتنی دیر میں مسجد میں جمع ہو چکتے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے اور فجر کی طویل قرأت والے دو فرائض پڑھاتے اور پھر مسلمانوں کی طرف چہرۂ انور کر کے بیٹھ جاتے۔ کوئی خواب دیکھا ہوتا تو مسلمانوں کو سناتے اور اگر مسلمانوں میں سے کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو سن کر اس کی تعبیر دیتے۔ بعض اوقات فجر کے بعد دیگر امور پر بھی گفتگو فرماتے اور انہیں جملہ ہدایات دیتے، اس بہانے مسلمانوں کی تعلیم کا انتظام بھی ہو جاتا جبکہ خواتین بھی موجود ہوتی تھیں۔

فجر کے بعد سونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد ناپسند تھا۔ یہ بہت برکت والا وقت ہوتا ہے جسے ذکر و فکر میں گزارنا چاہیے۔ قرآن مجید نے بھی فجر کے وقت تلاوت کی ترغیب دی ہے۔ اشراق اور چاشت کے نوافل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کا حصہ تھے لیکن یہ نوافل بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ رات کے نوافل لمبے لمبے ادا کرتے اور دن کے نوافل کو بہت مختصر کر کے ختم کر دیتے۔ فجر سے ظہر تک کا وقت زیادہ تر مسجد کے باہر گزارتے تھے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے اپنی تعداد کے دو حصے کیے ہوتے تھے، ایک حصہ فجر سے ظہر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتا اور دوسرا حصہ کاروبار دنیا میں مشغول ہوتا جبکہ ظہر بعد پہلا حصہ دنیا میں مشغول ہو جاتا اور دوسرے حصے کے اصحاب صحبت نبوی سے فیضیاب ہوتے تھے۔ اس دوران بعض اوقات بازار تشریف لے جاتے اور معاملات کی نگرانی کرتے۔ ایک بار ایک دکان کے باہر غلے کے ڈھیر میں آپ نے ہاتھ ڈالا تو وہ باہر سے خشک اور اندر سے گیلا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دکاندار سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: رات کو بارش کی پھنوار کے باعث گندم گیلی ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سخت ناپسند فرمایا کہ اوپر اور اندر میں فرق ہے، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔'' بازار میں ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پرانا شناسا دکھائی دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرط محبت میں پیچھے سے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیے، یہ اشارہ تھا کہ مجھے پہچانو! ابتدا تو اسے اندازہ نہ ہوا لیکن جب پتہ چل گیا تو اس نے اپنی کمر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے خوب خوب مس کی، کیونکہ نبی کے جسم سے جو چیز مس ہو جائے اس پر آگ اثر نہیں کرتی۔ بعض اوقات خاص طور پر خواتین سے ملاقات کے لیے تشریف لے جاتے جبکہ مرد حضرات اپنے اپنے کاموں پر گئے ہوتے تھے، ایک بار آپ ایک بند محلے میں تشریف لے گئے اور زور سے فرمایا کہ ''السلام علیکم''، کوئی جواب نہ

آیا، پھر فرمایا تو بھی جواب نہ آیا، تیسری دفعہ سلام کیا تو بھی کوئی جواب نہ آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مڑنے لگے تو ہر گھر سے خواتین کی آواز بلند ہوئی کہ ''وعلیکم السلام یاایھا النبی'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: پہلے کیوں جواب نہ دیا تو عرب کی ذہین عورتوں نے جواب دیا کہ ہم چاہتی تھیں کہ لسان نبوی سے زیادہ زیادہ سلامتیاں ہم تک پہنچیں، کیونکہ پہلی دفعہ جواب دے دیا جاتا تو باقی دونوں دفعہ کے دعائیہ سلام سے محروم رہ جاتیں۔ سوموار کا دن عورتوں کے لیے مخصوص تھا جبکہ عمر عزیز کے آخری ایام میں ہفتہ بھر میں دو دن خواتین کے لیے مخصوص کر لیے گئے تھے۔

بعض اوقات اچھا کھانا کھائے بہت دن گزر جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی امیر مسلمان کے ہاں تشریف لے جاتے۔ اسی طرح ایک دن آپ ایک انصاری صحابی کے باغ میں تشریف لے گئے اور اس سے بے تکلفی سے فرمایا کہ ہمیں کھانا کھلاؤ، اس کے دروازے پر تو گویا دنیا و آخرت کی خوش بختیاں پہنچ گئی تھیں۔ اس نے فوراً ہی کھجور کے کچے پکے پھلوں کی ایک ڈالی بطور سلاد کے خدمت اقدس میں پیش کی اور گھر والوں کو روٹیاں پکانے کا کہہ کر خود ایک بکری ذبح کرنے میں مشغول ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد ایک تھال میں بھنا ہوا گوشت اور ایک رومال میں پکی ہوئی روٹیاں دسترخوان پر چن دی گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول کرنے سے پہلے چار روٹیوں میں کچھ سالن کی بوٹیاں رکھ کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیں کہ جاؤ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دے آؤ، اس نے اتنے دنوں سے کھانا نہیں کھایا۔ بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوستوں کے ساتھ شہر سے باہر تشریف لے جاتے اور ان کے ساتھ اچھا وقت گزارتے۔ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریب کی جھیل میں گئے اور دو دو کی جوڑیاں بنا کر تیراکی کی مشق کی اور مقابلے کیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جوڑے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ بعض اوقات جنات کو ملنے کے لیے بھی پہاڑوں پر تشریف لے جاتے تھے اور ایک خاص مقام پر پہنچ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو آگے آنے سے روک دیتے اور خود آگے بڑھ کر جنات کے قبائل میں تبلیغ فرماتے۔ جب سفر درپیش ہوتا تو گھر سے دو نفل پڑھ کر سفر شروع کرتے اور واپسی پر پہلے مسجد میں دو نفل ادا کرتے، تب گھر میں وارد ہوتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت کم بولتے تھے اور مجلس میں کافی کافی دیر تک خاموشی رہتی۔ سوال کرنا سخت ناپسند تھا، ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''حج فرض ہے''، ایک مسلمان نے سوال داغ دیا کہ کیا ہر سال؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ غصہ تحلیل ہونے پر فرمایا: مجھ سے سوال کیوں کرتے ہو؟ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو پھر۔ قرآن مجید نے بھی مسلمانوں کو منع کیا کہ بنی اسرائیل نے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیے تھے تم اپنے نبی سے اس طرح سوال نہ کرو۔ تاہم کسی اہم سوال کا جواب دیا بھی کرتے تھے مثلاً محفل میں خوشبو پھیل جانے پر مسلمانوں کو اندازہ ہو جاتا تھا کہ جبریل آ گئے ہیں، ایک بار مسلمانوں نے پوچھا کہ جبریل ہمیشہ اس طرف والی گلی سے کیوں آتے ہیں؟ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس لیے کہ اس گلی میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا گھر ہے جو نعت گو شاعر رسول تھے۔ نعت شوق سے سنتے تھے اور نعت گو شاعر کے لیے دعا بھی فرماتے تھے۔ جب کسی سے خوش ہوتے تھے تو اس کے سامنے محبت کا اظہار کرتے تھے اور جب کسی سے ناراض ہوتے تو خاموشی اختیار کر لیتے تھے اور بہت زیادہ ناراضگی ہوتی تو چہرۂ انور اس سے پھیر لیتے تھے، ایک صحابیؓ کی داڑھی میں ایک ہی بال تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھتے تھے اور مسکراتے تھے اس صحابیؓ نے ایک بار وضو کے دوران وہ بال توڑ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو ناراضگی سے چہرہ انور پھیر لیا، اس صحابی نے عرض کی: یارسول اللہ! ایک ہی تو بال تھا تو سرزنش فرماتے ہوئے جواب دیا کہ خواہ ایک بال تھا، تب بھی میری سنت تو تھی، تم نے اسے بھی توڑ دیا؟

ظہر سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ مبارک میں تشریف لے آتے اور تھوڑی دیر کے لیے قیلولہ فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ رات کو اٹھنے (تہجد پڑھنے) کے لیے دوپہر کے سونے سے مدد لو۔ اس دوران کوئی ملنے گھر پر آ جاتا تو طبیعت اقدس پر سخت ناگوار گزرتا تھا، لیکن آپ کا اخلاق اتنا بلند تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا تھا، اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ حجرات میں مسلمانوں کو حکم دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر میں استراحت فرما رہے ہوں تو ان کو آوازیں نہ دیا کرو بلکہ مسجد میں بیٹھ کر ان کا انتظار کیا کرو۔ قیلولہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے لیے نکلتے اور مسلمانوں کو ظہر کی نماز پڑھاتے تھے، اگر کوئی منتظر ہوتا تو نماز مختصر کر

لیتے اور کسی بچے کی رونے کی آواز آجاتی تو بہت جلد نماز ختم کردیا کرتے تھے۔ظہر کے بعد کا وقت زیادہ تر مسجد میں گزارتے تھے، شاید اس کی وجہ نمازوں کے مسلسل اوقات تھے۔اس دوران باہر سے آنے والے مہمانوں سے بھی ملاقات کرتے تھے،بعض اوقات مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے اور تحفے وہدیے بھی قبول فرماتے تھے۔ایک بار ایک مسلمان روزے کی حالت میں بیوی کے پاس جانے کی شکایت لے کر آ گیا، فرمایا: ساٹھ روزے رکھو،عرض کی: ایک روزے کا حال سن لیا، ساٹھ کیسے رکھ پاؤں گا؟ فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ،عرض کی: استطاعت نہیں ہے۔ وہ مسلمان مجلس میں بیٹھ گیا کہ اسی اثنا میں ایک شخص کھجوروں کا ٹوکرا لایا اور خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کردیا،فرمایا:وہ مسلمان کہاں ہے جس کا روزہ ٹوٹ گیا تھا؟ جی میں ہوں،فرمایا: یہ کھجوریں غریبوں میں تقسیم کردو تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا۔اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس شہر مدینہ کے دو پتھروں کے درمیان مجھ سے زیادہ غریب اور کوئی نہیں،اس بے ساختہ جواب پر چہرہ انور خوشی سے اس حد تک کھل اٹھا کہ اصحاب خوش بخت نے دندان مبارکہ کی زیارت بھی کرلی تب فرمایا: جاؤ خود کھاؤ اپنے گھر والوں کو کھلاؤ یہی تمہارے روزے کا کفارہ ہے۔

کھانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو شریف پسند تھا، بکری کی اگلی ٹانگ، دستی،شوق سے تناول فرماتے تھے،سفید لباس خوش ہو کر پہنتے تھے، زندگی بھر میں ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ دھاری دار کپڑے بھی زیب تن کیے تھے۔ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم یمنی چادر اوڑھ کر بیٹھے تھے اور مسلمانوں کے درمیان بیٹھے ایسے لگ رہے تھے جیسے ستاروں میں چاند جگمگا رہا ہو،سب مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شوق سے دیکھ رہے تھے کہ ایک نے وہ چادر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگ لی، عادت مبارکہ تھی کہ مانگنے والے کو انکار نہیں کیا کرتے تھے،اس کو چادر دے دی تو سب مسلمان اس آدمی سے ناراض ہو گئے اس پر اس آدمی نے کہا کہ میں اس سے اپنا کفن بناؤں گا اور دوزخ کی آگ سے محفوظ و مامون ہو جاؤں گا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بہت پسند تھی،خوشبو کا تحفہ لیا کرتے تھے اور دیا بھی کرتے تھے۔جانوروں میں بلی سے بہت پیار تھا کبھی غصہ آتا تو کپاس کا گولہ بلی کو دے مارتے تھے۔ بچے بہت اچھے لگتے تھے خاص طور پر یتیم بچوں کو اپنی اولاد پر بھی فوقیت دیتے تھے ایک بار بی بی پاک فاطمہ الزہرأ نے خدمت گار کا تقاضا کیا تو فرمایا کہ ابھی بدر کے یتیم باقی ہیں۔ کپڑے، جوتے، جرابیں پہنتے ہوئے پہلے دائیں عضو میں چڑھاتے تھے اور اتارتے ہوئے پہلے بائیں عضو سے اتارتے تھے، بیت الخلا میں پہلے بایاں قدم مبارک دھرتے تھے اور نکلتے ہوئے پہلے دایاں قدم مبارک باہر نکالتے تھے،جبکہ مسجد میں اس کا الٹ۔ جب بھوک ہوتی تو کھانا تناول فرماتے اور تھوڑی بھوک باقی ہوتی تو ہاتھ کھینچ لیتے تھے، کھانا خلاف مزاج ہوتا تو نقص نہ نکالتے تھے بلکہ دسترخوان سے اٹھ جاتے تھے۔مسلمانوں کو نماز کی بہت تاکید کرتے تھے اور جب بھی کوئی مشکل وقت ہوتا تو خود بھی نماز میں کھڑے ہو جاتے۔ دعائیں اور مناجات بہت کثرت سے کرتے تھے اور مسلمانوں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔

”گوہ“ ایک حلال جانور ہے جو خرگوش سے چھوٹا اور چوہے سے بڑا ہوتا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے میں پسند نہ تھا، پیاز بھی طبع نبوی پر گراں تھا، بدبو سے بہت نفرت تھی اسی لیے کثرت سے مسواک کرتے تھے سو کر اٹھنے پر مسواک کرتے، وضو میں مسواک کرتے اور اگلی نماز میں گزشتہ وضو برقرار ہوتا تب بھی نماز شروع کرنے سے قبل مسواک دانتوں پر پھیرا کرتے تھے اور کافی دیر گزر جاتی تو بھی مسواک کر لیتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جب

مدرسہ فیض الاسلام میں جلسہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مدرسہ فیض الاسلام چک مودسہ میں ۲/اکتوبر کو ظہر کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا،جس کی صدارت مولانا قاری محمد طیب نے کی، مدرسہ کے ایک طالب علم نے تلاوت کی، جبکہ قاری محمد شریف اور امیر مرکزیہ حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم کے رفیق سفر جناب محمد جعفر نے نعتیہ کلام پیش کیا۔مولانا محمد قاسم رحمانی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے، مدرسہ کے بانی مقامی جمعیت علماء اسلام کے سابق نائب امیر مولانا محمد شریف وٹو تھے۔ مدرسہ تقریباً چھ کنال اراضی پر قائم ہے۔مولانا شہاب الدینؒ تقریباً تیس سال تک امام وخطیب رہے۔ بعدازاں قاری محمد طیب مدظلہ عرصہ سترہ سال سے امام وخطیب چلے آ رہے ہیں۔مدرسہ ۱۹۷۰ء سے قائم ہے۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

اپنی بیویوں کے پاس جاؤ تو دانت صاف کر کے جاؤ یعنی اس دوران منہ سے بو نہیں آنی چاہیے۔ بکھرے بال اور میلے کچیلے کپڑے سخت ناپسند تھے، کوئی اس حالت میں پیش ہوتا تو براہ راست تنقید کی بجائے دوسروں کی طرف رخِ انور کر کے تنبیہ فرماتے تھے، جب کبھی گیسوئے مبارکہ دراز ہو جاتے تو جیب میں ایک کنگھی رکھا کرتے تھے، ایک زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہاتھی دانت کی بنی کنگھی بھی رہی۔ فجر کے بعد سونا اور عشاء کے بعد محفلیں جمانا بہت ناپسند تھا، راستوں میں بیٹھنے سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا: ایک صحابی پرندوں کے بچے اٹھالایا تو آپ نے سخت ناپسند فرمایا اور اسے حکم دیا واپس چھوڑ آو۔ سادگی، فقر اور درویشی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی عبارت تھی، ایک بار حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ کھجور کی بنی فرشی چٹائی پر سونے کے باعث کمر اقدس پر چٹائی کے نشان کنداں ہیں اور کمرے میں کل تین مٹی کے برتن رکھے ہیں، حضرت عمرؓ آبدیدہ ہو گئے۔ عرض کی: روم و ایران کے بادشاہوں کے لیے ریشم اور مخمل کے بچھونے ہوں اور سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھجور کی یہ چٹائی؟ فرمایا: عمرؓ! کیا تم نہیں چاہتے کہ ان کے لیے صرف دنیا کی نعمتیں ہوں اور ہمارے لیے آخرت کی، لیکن اس حالت میں بھی کمرے کی دیوار سے نو تلواریں لٹکی تھیں۔ سخاوت کی عادت مزاج مبارک کا لازمی حصہ تھا، باغات کی آمدن سے مسجد نبوی کا صحن بھر جاتا تھا اور کل مال تقسیم فرما دیتے اور گھر جا کر پوچھتے کچھ کھانے کو ہے؟ تو جواب میں انکار ملتا تھا اور بھوکے پیٹ سو جاتے تھے۔ مردوں کے لیے سونا، ریشم اور مخمل سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ رات عشاء کے بعد جلد سو جانے کے عادی تھے اور سونے سے پہلے قرآن مجید کی کچھ آیات کی تلاوت کر کے سوتے تھے جن میں چاروں قل اور آیت الکرسی کی روایات بہت ملتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی معمولاتِ نبوی عطا فرمائے، آمین۔

☆☆.........................☆☆

مدرسہ اشرف العلوم میں جلسہ تحفظ ختم نبوت

مدرسہ اشرف العلوم کے بانی مرشد العلماء قدوۃ السالکین حضرت سیّدی و مرشدی مولانا محمد عبداللہ بہلوی نقشبندیؒ تھے۔ اللہ پاک نے انہیں کئی ایک مشائخ کی خانقاہوں سے ذکر خداوندی کے اسرار و رموز سیکھنے کی سعادت نصیب کی۔ آپ کے پہلے شیخ حضرت اقدس مولانا محمد امیر داماںؒ تھے۔ حضرت داماںؒ نے انہیں آٹھ سلسلوں میں اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت اقدس مولانا فضل علی قریشیؒ، حضرت امام الموحدین مولانا حسین علیؒ واں بھچروی، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا محمد عمر چشمہ شریف کوئٹہ، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ سمیت کئی ایک مشائخ نے مختلف سلسلوں میں اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ نے دارالعلوم دیوبند سے امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے بخاری شریف کا درس لیا اور دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ کرام سے احادیث نبویہ کی تعلیم حاصل کی۔ تفسیر قرآن امام الموحدین مولانا حسین علی واں بھچرویؒ، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ سے پڑھی اور ساری زندگی انہیں کی طرز پر شعبان المعظم اور رمضان المبارک میں علماء کرام اور منتہی طلبہ کو تفسیر قرآن کریم کے اسرار و رموز سے مزین فرماتے رہے۔ آپ نے نحو اور صرف استاذ الکل، تلمیذ شیخ الہند مولانا غلام رسول پونٹویؒ سے پڑھیں۔ فی سبیل اللہ و برضاء اللہ بلا تنخواہ دین حنیف کی خدمت میں مصروف رہے۔ ہزاروں سے متجاوز علماء کرام، مشائخ عظام اور عوام نے اللہ اللہ کرنے کے طریقے سیکھے۔ راقم کو بھی طالب علمی کے زمانہ میں آپ کی خدمت میں حاضری اور بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔ نیز تفسیر قرآن پاک پڑھنے کی بھی سعادت ملی۔ آپ کی وفات ۲۲ محرم ۱۳۹۸ھ کو ہوئی۔ وفات کے وقت آپ کے دو فرزندان گرامی استاذ محترم حضرت مولانا عبدالحئی بہلویؒ، مخدوم زادہ مکرم مولانا عزیز احمد بہلویؒ تھے۔ اول الذکر نے شجاع آباد ریلوے پھاٹک کراس کر کے جامعہ و خانقاہ بہلویہ کے نام سے علیحدہ مرکز بنایا۔ تاکہ بھائیوں میں اختلاف نہ ہو۔ مدرسہ اشرف العلوم، حضرت والا کا مہمان خانہ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد بہلویؒ کے حصہ میں آیا۔ آپ کا انتقال ۱۹/ جون ۲۰۲۰ء کو ہوا۔ موخر الذکر کو اللہ پاک نے نو صاحبزادوں سے سرفراز فرمایا۔ ۲۳/ ستمبر کو مدرسہ اشرف العلوم میں ختم نبوت کے مبارک عنوان پر جلسہ منعقد ہوا، جس کا اہتمام و انصرام قاری خواجہ بلال احمد نے کیا، جبکہ صدارت مولانا صاحبزادہ حسین احمد بہلوی حفظہ اللہ نے کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا صاحبزادہ محمد عبداللہ بہلوی سلمہ نے سرانجام دیئے۔ جامعہ خیر المدارس ملتان کے صدر مفتی مولانا محمد عبداللہ اور راقم الحروف محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔

رائے ونڈ کا سالانہ تبلیغی اجتماع

تبلیغی جماعت کا یہ سالانہ اجتماع ۴؍نومبر ۲۰۲۲ء سے شروع ہو رہا ہے

رانا اعجاز حسین چوہان

دنیا کی سب سے بڑی سچائی اسلام ہے، جو کہ دین فطرت، فلاح کا مذہب اور نجات کا واحد راستہ ہے۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا انبیاء علیہم السلام اور علمائے ربانیین کا طریقہ ہے، جو کہ سب سے بڑی نیکی، اور سب سے بہترین کام ہے۔ ظاہر ہے جو لوگ اسلام کی دعوت دیں گے ان کی پہلی ذمہ داری ہوگی کہ وہ خود اس پر عمل بھی کریں، نیک بنیں اور اپنے اعمال و کردار سے اس سچائی کو ثابت کریں۔ قرآن مجید فرقان حمید میں اسی بات کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ:

ترجمہ: ”اور اس شخص کی بات سے اچھی بات کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا اور کہا میں مسلمان ہوں۔“ (حم السجدہ:33)

اللہ تعالیٰ نے دین حق کی تبلیغ کے لئے انبیاء کرام کو بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھروں کے جواب میں پتھر نہیں برسائے اور گالیوں کا جواب گالم گلوچ سے نہیں دیا، بلکہ حکمت سے کام لیتے ہوئے بڑے احسن انداز سے فریضہ تبلیغ سرانجام دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال رکھا کہ جہاں جس انداز میں سمجھانے کی ضرورت ہوتی وہی انداز اختیار فرماتے، اور احساس رکھتے کہ دعوت کا ایسا انداز نہ ہو کہ جس سے مدعوئین اکتاہٹ محسوس کرنے لگیں اور اب خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی کتاب قرآن مجید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی بطور نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین اسلام کی تبلیغ آپ کے اور ہمارے بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے ذمہ ہے۔ تبلیغی جماعت اس ضمن میں احسن خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ دنیا بھر میں دین اسلام کی تبلیغ کی محنت کے لیے عالم اسلام کے مسلمانوں کا سالانہ اجتماع ہر سال رائے ونڈ میں منعقد ہوتا ہے۔ (امسال اس اجتماع کا پہلا سیشن ۴؍نومبر سے اور دوسرا سیشن ۱۱؍نومبر ۲۰۲۲ء سے شروع ہوگا) بلاشبہ حج کے بعد یہ عالم اسلام کا دوسرا بڑا اجتماع ہے، جس میں لاکھوں فرزندان اسلام ذہن میں تبلیغ اسلام کی فکر لیے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے شہروں، قصبوں، دیہاتوں اور بیابانوں سے شرکت کرتے ہیں۔ منتظمین تبلیغی جماعت نے پاکستان بھر کے تبلیغی حلقوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، اور ہر سال عوام کے بڑھتے ہوئے رش کے پیش نظر ایک حصے کا اجتماع ہوتا ہے تا کہ پاکستان اور دنیا بھر سے شرکت کرنے والے مسلمانوں کو مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ مبلغین اسلام کے اجتماع رائے ونڈ میں ملکی، سرحدی، صوبائی امتیازات، قومی لسانی تعصّبات اور گروہ بندیاں سب خاک میں مل جاتے ہیں۔ یہاں سب بحیثیت مسلمان، امیر و غریب، حاکم و محکوم، پنجابی و پٹھان، بلوچی و سندھی، گورا ہو یا کالا، عربی ہو یا عجمی، رنگ و نسل کے اختلافات سے بے نیاز ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے اور سجدہ ریز ہو کر پوری دنیا کے انسانوں کی ہدایت کے لئے دعا، اور تبلیغ کے موثر طریقہ کار پر حکمت عملی مرتب کرتے ہیں۔

بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاسؒ نے جب اپنے گردوپیش کا جائزہ لیا تو ہر طرف دین سے دوری، عقائد کی خرابی، اور اعمال کا بگاڑ دیکھا کہ لوگ جہالت و گمراہی میں ڈوبے ہوئے ہیں، تو وہ اس سلسلے میں متفکر و پریشان دکھائی دینے لگے، آپ نے محسوس کیا کہ عام دینداری جو پہلے موجود تھی، اب ختم ہوتی اور سمٹتی چلی جا رہی ہے، پہلے یہ دینداری خواص تک اور مسلمانوں کی ایک خاص تعداد میں رہ گئی تھی، پھر اس کا دائرہ اس سے بھی تنگ ہوا اور ”اخص الخواص“ میں یہ دینداری باقی رہ گئی ہے، جہاں پہلے علم و عمل کی قندیلیں روشن رہتی تھیں اب وہ بے نور تھیں، دوسری بات انہوں نے یہ محسوس کی کہ علم چونکہ ایک خاص طبقہ تک محدود ہو گیا ہے اس لیے آپ یہ چاہتے تھے کہ عوام الناس میں پھر سے دینداری

پیدا ہو، خواص کی طرح عوام میں بھی دین کی تڑپ اور طلب پیدا ہو، ان میں دین سیکھنے سکھانے کا شوق و جذبہ انگڑائیاں لے، اس کے لیے وہ ضروری سمجھتے تھے کہ ہرایک کھانے، پینے اور دیگر ضروریات زندگی کی طرح دین سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کو بھی اپنی زندگی میں شامل کرے، اور یہ سب کچھ صرف مدارس و مکاتب اور خانقاہی نظام سے نہیں ہوگا، کیوں کہ ان سے وہی فیضیاب ہو سکتے ہیں جن میں پہلے سے دین کی طلب ہو اور وہ اس کے طالب بن کر خود مدارس و مکاتب اور خانقاہوں میں آئیں، مگر ظاہر ہے کہ یہ بہت ہی محدود لوگ ہوتے ہیں، اس لیے مولانا الیاسؒ ضروری سمجھتے تھے کہ اس ’’دعوت وتبلیغ‘‘ کے ذریعہ ایک ایک دروازہ پر جا کر اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ منت وسماجت اور خوشامد کر کے ان میں دین کی طلب پیدا کی جائے کہ وہ اپنے گھروں اور ماحول سے نکل کر تھوڑا سا وقت علمی ودینی ماحول میں گزاریں تاکہ ان کے دل میں بھی سچی لگن اور دین سیکھنے کی تڑپ پیدا ہو، اور یہ کام اسی دعوت والے طریقہ سے ہوگا جو طریقہ اور راستہ انبیاء کرام علیہم السلام کا تھا اور جس پر چلتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو پوری دنیا پر اسلام کو غالب کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی اور پھر جب اس دعوت وتبلیغ سے عام فضا دینی بنے گی تو لوگوں میں دین کی رغبت اور اس کی طلب پیدا ہوگی۔ اور پھر مولانا محمد الیاسؒ خود سراپا دعوت بن کر ’’دعوت وتبلیغ‘‘ والے کام کو لے کر بڑی دلسوزی کے ساتھ ’’میوات‘‘ کے ہر علاقہ میں پھرے، ہرایک کے دامن کو تھاما، ایک ایک گھر کے دروازہ پر دستک دی، دین کے لئے محنت کی اور فاقے برداشت کئے، گرمی وسردی سے بے پرواہ ہوکر تبلیغی گشت کئے اور بے چین وبے قرار ہو کر راتوں کو اللہ ربّ العزت کے حضور روتے گڑگڑاتے اور دعا کرتے اور پھر اپنی ہمت و طاقت، مال ودولت سب کچھ ان میواتیوں پر اور ان کے ذریعے اس تبلیغی کام پر لگا دیا۔ مولانا الیاسؒ کی یہ عالمگیر احیائے اسلام کی تحریک کوئی معمولی کام اور تحریک نہیں بلکہ یہ پورے دین کو عملی طور پر زندگی میں نفاذ کی تحریک تھی۔ مولانا الیاسؒ نے اس دعوت وتبلیغ والے کام کے طریقہ کار کے طور پر چھ اصولوں کے علاوہ کچھ مطالبے اور دینی تقاضے بھی رکھے ہیں جس کے تحت اس دعوت و تبلیغ والے کام کی محنت وترتیب اور مشورہ کے لیے روزانہ کچھ وقت دینا، ذکر و اذکار اور اعمال و افعال میں دین اسلام کی پابندی کرنا، ہفتہ میں ایک بار گشت سے علاقہ کے لوگوں سے ملنا، اور انہیں اس دعوت وتبلیغ والے کام پر نکلنے کے لئے آمادہ اور تیار کرنا، سال میں چالیس دن اللہ کے راستے میں دعوت وتبلیغ کے لئے لگانا اور پھر چار مہینے کے لئے اللہ کے راستے میں نکل کر دین اور اس دعوت وتبلیغ والے کام کو سیکھنے اور پھر ساری زندگی اسی کام میں صرف کرنا۔ مولانا محمد الیاسؒ نے اس دعوتی سفر اور نقل وحرکت کے ایام کا ایک مکمل نظام الاوقات مرتب کیا جس کے تحت یہ تبلیغی جماعتیں اپنا وقت گزارتی ہیں ایک وقت میں گشت، ایک وقت میں اجتماع، ایک وقت میں تعلیم، ایک وقت میں حوائج ضروری کا پورا کرنا اور پھر ان سارے کاموں کی ترتیب وتنظیم، گویا کہ یہ تبلیغی جماعت ایک چلتی پھرتی اخلاقی و دینی تربیت گاہ بن جاتی ہے۔ مولانا الیاسؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے طریقہ کار میں دین کے واسطے جماعتوں کی شکل میں گھروں سے دور نکلنے کو بہت زیادہ اہمیّت حاصل ہے، اس کا خاص فائدہ یہ ہے کہ آدمی اس کے ذریعے اپنے دائمی اور جامد ماحول سے نکل کر ایک نئے صالح اور متحرک دینی ماحول میں آجاتا ہے اور پھر اس دعوت وتبلیغ والے سفر اور ہجرت کی وجہ سے جو طرح طرح کی تکلیفیں اور مشقتیں پیش آتی ہیں اور در بدر پھرنے میں جو ذلتیں اللہ کے لیے برداشت کرنا ہوتی ہیں ان کی وجہ سے اللہ کی رحمت خاص طور پر متوجہ ہوتی ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ سے خاص الخاص تعلق جب بنتا ہے جبکہ عزیز و رشتہ داروں کی نسبت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ آج تبلیغی جماعت کی محنت کی بدولت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور فسق وفجور میں زندگی گزارنے والے افراد تہجد گزار، متقی، پرہیز گار اور دین کے داعی بنتے نظر آرہے ہیں۔ تبلیغی جماعت مخلوق کو مخلوق کی غلامی سے نکال کر خالق کی بندگی وغلامی میں لانے، صحابہ کرامؓ جیسی پاکیزہ صفات و عادات کو اپنانے اور پیدا کرنے، صبح جاگنے سے لے کر رات سونے تک، کھانے پینے سے لے کر حاجات تک، گویا کہ پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک پوری زندگی میں دین لانے کی کوشش اور مخلوق سے کچھ نہ ہونے اور خالق ہی سے سب کچھ ہونے کا یقین دلوں میں پیدا کرنے میں مصروف عمل ہے۔ ہماری اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ دین اسلام کی تبلیغ اور سربلندی کے لئے بڑھ چڑھ کر خدمات سرانجام دیں تاکہ اللہ ربّ العزت کی رضا حاصل ہو، آمین۔

☆☆.......................☆☆

مغربی تہذیب اور مسلمان خواتین!

مولانا فرید احمد نعمانی

کیا کبھی آپ کسی معروف ڈپارٹمنٹل اسٹور گئے ہیں؟ پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ اپنی اشیا ضرورت کی خریداری میں مصروف ہوں، ایسے میں کسی ''بنت حوا'' کی آواز سوچ وفکر کا دائرہ اپنی طرف مبذول کراتی ہے۔ متعلقہ کمپنی کی مصنوعات کی خوبیوں، فوائد اور ثمرات کی تسبیح میں گنواتی زبان لمحہ بھر کے لئے آپ کو ذہنی وقلبی تذبذب سے دو چار کر دیتی ہے۔ کشش صوت سے لے کر ہیئت لباس تک کا ''وصف اور ڈھنگ'' ابلیسی تیر بن کر آپ کی ایمانی و روحانی نظر وفکر کے قالب کو زخمی کرتا نظر آئے گا۔

قارئین! یہ رونا اور یہ دکھڑا کسی خاص مقام، مکان اور جگہ کا نہیں ہے۔ شامت اعمال کی یہ مشاہداتی تصویریں مسلم معاشرے میں ہر نشیب وفراز اور قدم قدم پر دیکھنے کو ملتی ہیں۔ جاہلیت قدیمہ اور جاہلیت جدیدہ صنف نازک کی تذلیل، تحقیر اور عدم توقیر کے حوالہ سے سرمو کوئی فرق وامتیاز نہیں رکھتیں۔ حوا کی بیٹی ماضی قدیم میں یونانیوں کے ہاں برائیوں کا منبع، عرب کے ہاں ذلت ورسوائی کی علامت اور اہل کلیسا کے ہاں لونڈیوں سے بدتر حیثیت کی حامل گردانی جاتی تھی۔ حد تو یہ ہے کہ نصرانیت باوجود ایک مذہب سماوی کا دعویدار ہونے کے تحریف وتبدل کی رنگ آمیزی سے اس قدر کھوکھلا ہو چکا تھا کہ عورتوں کے لئے کلام مقدس کو چھونا اور گرجے میں داخلہ تک ممنوع قرار دیا جا چکا تھا۔ اس کے برخلاف اسلام نے ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی صورت میں عورت کے حقوق بیان اور بحال کیے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات تو صنف اناث کو ''آبگینوں'' کی مانند نازک بتلاتی اور ان کی حفاظت کا حکم دیتی ہیں۔

فی زمانہ حقوق نسواں کی بحالی اور تحفظ کے نام پر ٹڈی دل مغرب زدہ این جی اوز کا وجود نامسعود مسلمان خواتین کو دین سے برگشتۂ خاطر کرنے کے لئے کیا کیا طریقے اور حربے اپنا رہا ہے؟ آیئے! ایک اچٹتی نظر اس کھلی حقیقت پر ڈالتے ہیں:

(۱) معاشرے کے متحکم اور فیصلہ کن اہمیت وحیثیت رکھنے والے افراد کار سے ربط و ضبط بڑھانا تا کہ راستے کی رکاوٹوں کو دور کیا جا سکے۔

(۲) اشتہارات کی تشہیر اور لٹریچر کی اشاعت کے ذریعہ رائے عامہ کی ہمواری۔

(۳) باقاعدہ اور منظم طریقہ کار کے تحت عدالتوں میں ''عورتوں کے لئے جنسی فیصلوں کی آزادی'' کے عنوان سے من پسند شادی کرنے والے جوڑوں کے مقدمات عدالت میں ہیں تا کہ بین الاقوامی سطح پر اس طرز عمل کی زیادہ سے زیادہ پذیرائی ہو سکے۔

(۴) جنسی بے راہ روی کو ہوا دینے کے لئے مخلوط تعلیمی اداروں کے قیام کی بھرپور حوصلہ افزائی۔

(۵) دفاتر، فیکٹریوں اور کارخانوں میں مرد وعورت کے اختلاطی ماحول کی نشو ونما۔ نوبت بایں جا رسید کہ بعض مسلم ممالک میں مخلوط ماحول پیدا کرنے کے لیے ایجوکیشن، انجینئرنگ، اکاؤنٹس اور دیگر دفتری امور کے لئے خواتین کیڈٹس کی بھرتی جاری وساری ہے۔

(۶) ذرائع ابلاغ کے ذریعہ مخلوط محفلوں کی خبریں، کہانیاں اور رپورٹ منظر عام پر لائی جا رہی ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا سے پیش کیے جانے والے پروگراموں میں جنسی آزادی اور خاندانی منصوبہ بندی کے مقاصد کو خصوصی طور پر اجاگر اور نمایاں کیا جا رہا ہے۔

اس صورت حال پر حفیظ جالندھری کے اشعار جاندار اور خوبصورت تجزیہ وتبصرہ معلوم ہوتے ہیں:

اب مسلماں میں بھی نکلے ہیں کچھ روشن خیال\
جن کی نظروں میں حجاب صنف نازک ہے وبال\
چاہتے ہیں بیٹیوں، بہنوں کو عریاں دیکھنا\
محفلیں آباد لیکن گھر کو ویراں دیکھنا

یہ بات اب طشت ازبام ہو چکی ہے کہ ان این جی اوز کے پشت پناہ اقوام متحدہ، امریکہ اور

صہیونی گماشتے ہیں، جن کا مطمح نظر اور مقصد حیات ہی اسلام کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا ہے۔

تسلیم کہ ”معاش“ بعض مخصوص حالات و کیفیات میں کچھ خواتین کی اقتصادی مجبوری ہے۔لیکن اس کے لئے حدود شرع کو پامال کرنا، اسلامی تعلیمات کا سر عام ”عملی استہزا“ کرنا اور مشرقی روایات واقدار کو پس پشت ڈالنا کہاں کی دانشمندی، روشن خیالی اور تہذیب یافتہ ہونے کی علامت ونشانی ہے؟ اسلام دین فطرت ہے۔اس کی روشن، واضح اور غیر مبہم تعلیمات ہر دور وزمانہ میں چھوٹے سے لے کر بڑے تک، عورت سے لے کر مرد تک، بچہ سے لے کر بوڑھے تک، جاہل سے لے کر عالم تک، فقیر سے لے کر غنی تک غرض ہر ایک کے لئے یکساں قابل قبول وعمل تھیں، ہیں اور رہیں گی۔ کمی اور نقص انسان کی کمزوری اور خامی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے مسلمان خواتین اپنی متاع عفت و ایمان کی حفاظت، اہمیت اور ضرورت کو اسلام کی آفاقی تعلیمات کی روشنی میں جاننے، سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی سعی بلیغ کریں۔

سردست صاحب ایمان خاتون کا لباس اسلام کی نگاہ میں کیا اہمیت وحیثیت رکھتا ہے؟ اس سوال کا جواب ”دین مبین“ کی تعلیم کردہ ہدایات کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔

☆......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”اللہ تعالیٰ ان عورتوں پر رحم فرمائے جنہوں نے اسلام کے ابتدائی دور میں (مکہ سے مدینہ) ہجرت کی۔ جب اللہ پاک نے ”ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن“ کا حکم نازل فرمایا تو انہوں نے اپنی موٹی چادروں کو کاٹ کر دوپٹے بنالیئے۔“ مفسرین لکھتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں مشرک عورتیں سر پر دوپٹہ کر کے بقیہ حصہ کمر پر ڈال دیا کرتی تھیں۔ اس کے برعکس مسلمان عورتوں کو حکم ہوا کہ سر سمیت سینہ اور گلے پر بھی دوپٹہ ڈالیں۔ یہ حکم سن کر صحابیاتؓ نے موٹی چادروں کو کاٹ کر اپنے دوپٹے بنالئے، کیونکہ باریک کپڑے سے سر اور بدن کا پردہ نہ ہوسکتا تھا۔

”تحفۂ خواتین“ میں مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ حدیث مذکور کے ذیل میں رقمطراز ہیں: ”آج کل کی عورتیں سر چھپانے کو عیب سمجھتی ہیں اور دوپٹہ اوڑھتی بھی ہیں تو اس قدر باریک ہوتا ہے کہ سر کے بال اور مواقع حسن و جمال اس سے پوشیدہ نہیں ہوتے، دوسرے اس قسم کا دوپٹہ بناتی ہیں کہ سر پر ٹھہرتا ہی نہیں چکناہٹ کی وجہ سے بار بار سرکتا ہے اور پردہ کے مقصد کو فوت کر دیتا ہے۔“

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ پاک ایسے مرد پر لعنت فرماتے ہیں جو عورت کا لباس پہنے اور ایسی عورت بھی اللہ تعالیٰ کی لعنت کی سزاوار ٹھہرتی ہے جو مرد کا پہناوا زیب تن کرے۔“ اس حدیث مبارک کی روشنی میں اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالیے! فیشن پرستی کا ماحول، موسم اور فضا اباحیت پسندی، جنسی بے راہ روی، فحاشی وعریانی اور مادیت کی یورش ہر سو بپا کئے ہوئے ہے۔ نادانی خود فریبی اور نفس پرستی کا شکار مسلمان ”غیروں“ کی نقالی میں اس قدر منہمک ہوچکا ہے کہ مرد وزن کے ہیئت لباس، نوعیت کار اور پیدائشی فرق تک کو ختم کردینے پہ تلا ہوا ہے۔

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اہل جہنم کے دو طبقے ایسے ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا۔ ان دو گروہوں میں سے ایک تو وہ قوم ہوگی جن کے پاس کوڑے ہوں گے گائے کی دم کی طرح اور اس سے وہ لوگوں کو (ناحق) ماریں گے۔ دوسرا طبقہ ان عورتوں کا ہے جو بظاہر کپڑے پہنے ہوں گی لیکن پھر بھی ننگی ہوں گی، مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود ان کی جانب میلان رکھنے والی ہوں گی۔“ ان کے سر خوب بڑے بڑے اونٹوں کے کوہان کی طرح ہوں گے۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پا سکیں گی۔ حالانکہ اس کی خوشبو اتنی دور سے آرہی ہوگی۔“ کتنی سخت وعید ہے ان دختران ملت کے واسطے جو اسلامی معاشرت اور اوضاع واطوار سے صرف نظر کر کے جدت پسندی اور باطل رسوم ورواج کو اپنی کامیابی کی کلید اور ترقی کا زینہ سمجھ بیٹھی ہیں۔ کیا آج مغرب کی مادہ پرستی نے عورت کو زمانہ جاہلیت کی طرح عزت کی اوج ثریا سے خاکِ ذلت پر نہیں دے مارا؟ کیا آج امت مسلمہ کی مائیں، بہنیں اور بیٹیاں مغربی استعمار کے دام تزویر کا شکار نہیں؟ فیصلہ آپ پر ہے!!

فطرت سے بغاوت کے نتیجے میں خود اس یورپ کی معاشرتی ٹوٹ پھوٹ اور خانگی زندگی کی زبوں حالی کیا صورت وشکل اختیار کر چکی ہے؟ اس ضمن میں سوویت یونین کے آخری صدر میخائل گورباچوف کا یہ ”اعتراف جرم“ سند کے طور پر پیش کرنے کے لئے کافی ہے، جس میں انھوں نے کہا: ”ہم نے عورتوں کو گھر سے نکال کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ اس سے اگرچہ ہماری مصنوعات بڑھ گئیں لیکن ہم معاشرتی ابتری کا شکار ہوگئے ہیں۔“ ☆☆☆

مہنگائی کے اسباب!

جناب سعید الرحمٰن نور العین صاحب

تاریخ واقعات کو دہراتی ہے۔ اشیائے خوردنی کی قیمتوں میں اضافہ کوئی نئی بات نہیں، بلکہ ہر دور کے لوگوں کو اس مصیبت سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں بعض صحابہ کرامؓ تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضروری اشیاء کی قیمتوں کی گرانی کا شکوہ کیا، ساتھ ہی اشیائے خوردنی کے نرخ کی تعیین کی بھی بات کی، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے انکار کردیا اور ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیمتوں میں کمی اور بیشی کرتا ہے۔'' (سنن ابوداود 3451، سنن ترمذی 1314، سنن ابن ماجہ 2200، شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)۔

عہدِ نبوی کے بعد بہت سارے خلفاء کے دور میں انسانیت کو قحط سالی، بھوک مری اور مہنگائی جیسی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا، لیکن ان سب میں عباسی دورِ حکومت کی مہنگائی سب سے خطرناک تھی۔ جسے امام مقریزیؒ نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔

مہنگائی کے اسباب:

1- دین بیزاری اور معصیت کا ارتکاب:

آج ہم جس ماحول اور جس زمانے میں سانسیں لے رہے ہیں، وہ فتنوں کا دور ہے۔ ہر سُو بے حجابیوں کا بازار گرم ہے۔ معاشرے پر برائیوں کی دبیز چادر اور موٹی پرت پڑی ہوئی ہے۔ قدم قدم پر فیشن کے نام پر دینی احکامات و تعلیمات کا خون ہورہا ہے۔ قدریں نابود ہوچکی ہیں اور ایمان متزلزل ہے۔ نام ہی کے مسلمان رہ گئے۔ نہ ایمان ہے اور نہ ہی اس کی روح۔ معاشرہ فحاشی اور ننگے پن جیسی برائیوں سے جوجھ رہا ہے جس نے انسانی اقدار کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ انسان، انسانیت کی صف سے نکل کر حیوانات اور بہیمیت کے صف میں جا کھڑا ہے۔ معاشرے کی یہ تبدیلی بھی فطرت کے عین موافق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ'' ترجمہ: ''لوگوں کے کرتوتوں کی وجہ سے سمندر اور خشکی میں فساد ظاہر ہوگیا۔'' (سورۃ الروم 41)

یہ بات صدفی صد درست ہے۔ ہر شخص دنیا کے پیچھے شترِ بے مہار بنا بھاگ رہا ہے۔ آخرت، حساب و کتاب اور موت کا چنداں احساس نہیں۔ نتیجہ سامنے ہے۔ انسانیت خاک و خون میں تڑپ رہی ہے۔ آہ وفغاں کی صدائے دلدوز اور بے چینی اندرونی کرب کا پتہ دیتے ہیں اور یہ سب کچھ یونہی نہیں! بلکہ پیش آنے والی بڑی قیامت کے چھوٹے چھوٹے مقدمات ہیں۔ جو الٰہی قانون کے مطابق روئے زمین پر بسنے والے سرکش افراد کو ہلاکت و بربادی سے دوچار کرتے ہیں۔ آپ قانونِ فطرت کا مطالعہ کریں! گزشتہ اقوام کی تاریخ پڑھیں اسے دہرائیں! ان کے زوال کے اسباب کو جاننے کی کوشش کریں! آپ ایک ہی نقطہ پر پہنچیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی، تکبر و سرکشی اور دولت کے بے جا غرور نے ان جیسی زور آور اقوام کو خاک میں ملا دیا۔

موجودہ حالات بھی کچھ ایسے ہی ہیں، انسان شرعی احکامات کی پابندی سے بھاگ رہا ہے۔ ایسے میں انسانیت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے دوچار ہے اور مہنگائی جیسی مصیبت کی مار جھیل رہی ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ہوش کے ناخن لیں اور اس سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مہنگائی سے بڑی کسی مصیبت سے دوچار کرے، ہم اللہ تعالیٰ کے حضور صدق دلی سے توبہ کریں۔ بے حیائیوں اور فحاشیوں سے بالکلیہ اجتناب کرنے کا عزم بالجزم کریں، تاکہ ہم اس مصیبت سے نجات پاسکیں۔

2- ضروری اشیاء کی ذخیرہ اندوزی:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس کا ہر ہر حکم انسانوں کی فلاح و بہبود کا ضامن اور عدل وانصاف پر مبنی ہے۔ اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ اسلام نے تجارت کو ایک معزز پیشہ قرار دیا ہے۔ اب جبکہ اسلام کی نظر میں بہترین پیشہ تجارت ہے۔ اسلام نے ''لاضرر ولا ضرار'' کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے خرید و فروخت کے چند ایسے ضوابط مقرر کئے ہیں کہ جن کی بنیاد پر تجارت کا فائدہ ساری انسانی برادری کو یکساں ملے اور کوئی نقصان نہ اٹھائے۔ جن میں سے ایک ضابطہ یہ

ہے کہ انسان اشیائے ضروری کی ذخیرہ اندوزی سے بالکلیہ احتراز کرے۔ تاکہ ہر چیز بازار میں حسبِ معمول وافر مقدار میں پہنچ سکے اور قلت کی وجہ سے کسی سامان کا نرخ آسمان نہ چھوئے۔ آج اشیائے خوردنی کی قیمتوں کے اضافے کا ایک اہم سبب یہ ہے کہ تجارت پیشہ افراد ذاتی منفعت کی خاطر وافر مقدار میں خاص جنس کی اشیاء کی ذخیرہ اندوزی کر کے بھاؤ چڑھنے کا انتظار کرتے ہیں اور نقصان عام انسانیت کو اٹھانا پڑتا ہے اور ان مفاد پرستوں کی بیوقوفیوں کی وجہ سے پوری انسانیت غربت و افلاس سے دوچار ہوتی ہے۔ یہی وہ نقصان ہے جس سے خبردار کرتے ہوئے نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ذخیرہ اندوزی صرف خطا کار اور گنہگار شخص ہی کرے گا۔“ (صحیح مسلم)

3- عام ضرورت کے سامان کی قلت:

قیمتوں کی مہنگائی اور گرانی کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ عام ضرورت کے سامان وافر مقدار میں مارکیٹ میں نہیں پہنچتے۔ جب سامان کا مطالبہ زیادہ ہوتا ہے اور مقدار کم ہوتی ہے تو قیمتیں خود بخود بڑھ جاتی ہیں۔ قلتِ سامان کے بھی بہت سارے اسباب ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

ا:... قحط سالی اور بارش کی کمی۔

۲:... سستی اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی۔

۳:... سود اور دیگر حرام کاروبار کا رواج۔

۴:... ضرورت کے سامان کی ذخیرہ اندوزی وغیرہ۔

4- فضول خرچی:

قیمتوں میں اضافے کا ایک اہم سبب لوگوں میں بڑھتی فضول خرچی کے مظاہر بھی ہیں۔ آج دولت کے نشہ میں بدمست حضرات پیسہ خرچ کرنے میں دریغ نہیں کرتے۔ ہجوم کا ہجوم بازاروں میں داخل ہوتا ہے اور محض شوق اور لطائفِ طبع کے لیے بہت ساری غیر ضروری چیزوں میں اپنی جیبیں خالی کر آتے ہیں، جبکہ ایک موقع سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما گوشت لیے ہوئے عمر رضی اللہ عنہ کے قریب سے گزرے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے جابر! ہاتھ میں کیا ہے؟ انہوں نے کہا: گوشت ہے، اچھا لگ گیا تو میں نے اسے خرید لیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا جو چیز تمہیں بہتر لگ جائے گی تم اسے خرید ہی لو گے؟ کیا تم اس آیت کے مصداق قرار پانے سے نہیں ڈرتے؟

ترجمہ: ”اور کہا جائے گا تم نے اپنی نیکیاں دنیا کی زندگی ہی میں برباد کر دیں اور ان سے فائدہ اٹھا چکے، پس آج تمہیں ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی، اس باعث کہ تم زمین میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے اور اس باعث بھی کہ تم حکم عدولی کیا کرتے تھے۔“ (الاحقاف:20)

عمر رضی اللہ عنہ نے اس فعل پر جابر رضی اللہ عنہ کو محض اس لئے ٹوکا کہ اگر ہر شخص اپنی پسندیدہ چیزیں خریدنے لگے۔ خواہشاتِ نفس کا اسیر بن جائے اور نفس پر کنٹرول کی کوشش نہ کرے، تو ایسی صورت میں قلتِ سامان کے باعث مہنگائی کا خدشہ مزید بڑھ جائے گا۔ ساتھ ہی عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی احساس دلایا کہ ایک مسلمان طبیعت کا بندہ نہیں ہوتا، اس کا نصب العین آخرت کی سرخروئی ہوتی ہے اور وہ حساب و کتاب کو ہمہ وقت سامنے رکھ کر کوئی قدم بڑھاتا ہے۔

5- معاشرے سے تعاون کا فقدان:

کسی بھی ملک، معاشرہ اور سوسائٹی کی ترقی کے ضامن اس کے افراد ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے معاشرے میں بسنے والے افراد کے باہمی تعاون پر بہت زور دیا ہے۔ اعزہ و اقربا اور پڑوسیوں اور مہمانوں کے حقوق متعین کیے، زکوۃ اسی لیے واجب قرار پائی کہ اس سے غریبوں کی مدد ہوان کی دیکھ ریکھ اور ان کا پالن پوسن ہو۔ اور معاشرے کے تمام افراد سکھ چین کی زندگی بسر کریں۔ کیونکہ آپسی میل جول ہی وہ سنہری اور بیش بہا اصول ہے، جس سے کوئی خاندان، معاشرہ اور تنظیم ترقی پا سکتی ہے۔ مشکلات اس کا بال بیکا نہیں کر سکتے۔ مصائب ان میں گھر نہیں بنا سکتے۔ صحابہ کرامؓ کے دور میں خوشحالی، آسودگی اور توانائی کا یہی راز تھا کہ ان کے اندر بھائی چارہ، خیرسگالی، تعاون اور الفت و

قیمتوں کی مہنگائی اور گرانی کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ عام ضرورت کے سامان وافر مقدار میں مارکیٹ میں نہیں پہنچتے۔ جب سامان کا مطالبہ زیادہ ہوتا ہے اور مقدار کم ہوتی ہے تو قیمتیں خود بخود بڑھ جاتی ہیں

محبت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ مالدار حضرات فقرا کی مالی اعانت کیا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے ان میں کوئی بھی فرد بھوکا نہیں رہتا تھا۔ واقعہ مشہور ہے: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط سالی کے وقت عثمان رضی اللہ عنہ کا جو صحابہ کرام میں مالداری کی وجہ سے ''غنی'' کے لقب سے مشہور تھے، گندم اور دیگر غلوں سے لدا پھدا ہزار اونٹوں کا قافلہ مدینہ آیا۔ اصحابِ خیر عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اس غلے کو خرید کر مدینے کے فقرا کے مابین تقسیم کردیں۔ لیکن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے نفع لے کر بیچنے کے بجائے خود فقراء میں تقسیم کردیا۔

یہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی تعاون کی مثال۔ اگر بھلائی اور خیر خواہی کا جذبہ آج بھی معاشرے کے افراد میں پیدا ہو جائے تو یقین جانئے کوئی بھی سماج مہنگائی جیسی مصیبت سے دوچار نہیں ہوسکتا۔ اس کے برعکس قوم وسماج باہمی چپقلش، دشمنی، انارکی اور خود غرضی جیسی مذموم خصلتوں کو اپنالے تو حقیقت یہی ہے جس کا ہم مشاہدہ کررہے ہیں کہ ایسا معاشرہ تمام برائیوں کی آماجگاہ بن کر رہ جائے گا اور یہ غلط بیانی نہیں بلکہ ایک تلخ سچائی ہے۔

6- سستی اور اختیارِ پیشہ سے گریز:

اسلام نے ہر فرد کو ایک ذمہ دار فرد کی حیثیت سے متعارف کرایا ہے اور ذمہ داری کا احساس دلاتے ہوئے بتایا ہے کہ ہر شخص کسی نہ کسی چیز کا مالک ہے۔ جس سے اس کی ملکیت کی بابت بازپرس ہوگا۔ اسی طرح اسلام نے ہر فرد کو اپنی خدمات، سہولیات اور تعاون فراہم کرنے پر بھی ابھارا ہے، تاکہ معاشرے میں امن وامان، خوش حالی اور فارغ البالی کی فضا قائم ہو۔ لیکن موجودہ سماج کی حالت بڑی ناگفتہ بہ ہے۔ قوم کی اکثریت پیشے سے دور اور ہنر سے ناآشنا ہے۔ دستکاری کا ہنر ان کے یہاں سے معدوم ہوچکا ہے۔ غیر کی نوکری اور غلامی کو خود کے پیشے پر ترجیح دیتے ہیں۔ چھوٹی تجارت کو یا تو حقیر سمجھتے ہیں یا محنت سے جی چراتے ہوئے اسے اختیار نہیں کرتے، جبکہ اسلام میں بہترین کمائی ہاتھ کی کمائی ہے اس میں برکت ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے بہتر کمائی وہ ہے جسے انسان اپنے ہاتھوں سے کماتا ہے۔'' (صحیح بخاری)

ماہرینِ اقتصادیات، اسکالرز اور دانشورانِ امت عموماً بڑھتی آبادی کو مہنگائی کا سبب بتلاتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں۔ کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی روزی رساں ہے۔ وہ جتنے نفوس پیدا فرماتا ہے اسے روزی عطا کرنا بھی اسی کے ذمہ ہے۔ دوسری بات یہ کہ اگر ہر پیدا ہونے والا بچہ کوئی ہنر سیکھے اور کوئی پیشہ اختیار کرے، تو یہ ایک موٹی سی بات ہے جو کم فہم انسان کے بھی پلے پڑسکتی ہے کہ افراد کی زیادتی سے اشیاء میں اضافہ ہوگا نہ کہ کمی، لہٰذا اسے مہنگائی کا سبب قرار دینا اسلامی اصولوں سے ناآشنائی کا بین ثبوت ہے۔

مہنگائی کا علاج:

1- انسان اللہ کے حضور توبہ واستغفار کرے:

فارسی کا یہ مقولہ یاد رکھنے کا ہے کہ ''خود کردہ را علاجے نیست'' یعنی اپنے کیے کا مداوا نہیں، الّا یہ کہ انسان اس سے باز آجائے اور اپنی حالت سدھار لے اور صحیح راہ پر لگ جائے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کوئی قوم کسی مصیبت سے دوچار ہوئی تو وہ خود اپنے کردہ گناہوں کی وجہ سے۔ آج پوری دنیا جس مصیبت سے گرفتار ہے، اس سے خلاصی کا سب سے پہلا حل یہی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔ کوتاہیوں اور سیہ کاریوں پر نادم ہو۔ زندگی میں اسلامی احکامات کو نافذ کرے اور حرام کاموں کے ارتکاب سے بالکلیہ احتراز کرے۔ کیونکہ اللہ اپنے بندوں سے خوش ہوکر اپنی رحمتوں کا نزول فرماتا ہے۔ جیسا کہ نوح علیہ السلام کی زبانی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''اور میں نے کہا: اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے، وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لیے نہریں نکال دے گا۔'' (سورۃ نوح:10-12)

2- تجارت کے اسلامی اصول کی پابندی:

انسانی زندگی کے دیگر شعبے کی طرح خرید و فروخت کے سلسلے میں بھی اسلام کا بڑا انوکھا نظریہ ہے جسے اپنا کر اور اپنی زندگی میں نافذ کرکے بلاشبہ مہنگائی جیسی مصیبت سے عافیت حاصل کی جاسکتی ہے۔ ذیل میں بعض اصول ذکر کئے جاتے ہیں:

الف- دھوکہ دہی سے ممانعت:

موجودہ تجارت کی بنیاد ہی دھوکہ دہی پر ہے۔ اشیائے خورونوش ہو کہ لباس اور آرائش و زیبائش کی خریداری، تاجر پیشہ حضرات فریب

دینے سے باز نہیں رہتے۔ سامان کا عیب پوشیدہ رکھ کر چار آنے قیمت کا منافع چوگنا لیا جاتا ہے اور ایسا کرنے میں انہیں عار نہیں ہوتا بلکہ تجارت کی منڈی میں یہ بنظرِ تحسین ہنر، آرٹ اور فن تصور کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اسلام نے اس حرکت سے بڑی سختی سے روکا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا، جو غلہ بیچ رہا تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس غلے میں داخل کیا تو اسے اندر سے بھیگا پایا۔ یہ دیکھ کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’جو کوئی بھی دھوکہ دہی کرے گا، وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔‘‘ (صحیح مسلم)

ب- بغیر خریداری کے ارادے سے قیمت بڑھانے کی ممانعت:

آپ کسی دکان پر جائیں، کبھی مشاہدہ ہوگا کہ اس دکان پر آپ کے علاوہ دیگر کئی لوگ بھی پہنچتے ہیں اور جس چیز کو آپ خریدنا چاہتے ہیں، وہ افراد خریدار بن کر اس کی قیمت بڑھانے لگتے ہیں اس عمل کو شریعت کی اصطلاح میں ’’نجش‘‘ کہتے ہیں۔ درحقیقت یہ دکانداروں کی سازش ہوتی ہے، تاکہ آپ مطلوب سامان کو زیادہ قیمت دے کر خرید لیں حالانکہ اس حرکت سے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

(بخاری شریف)

ج- بازار میں پہنچنے سے پہلے قافلہ والوں کے سامان کو خریدنے کی ممانعت:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’تم قافلے والوں کے سامان کو بازار پہنچنے سے پہلے بڑھ کر مت خریدو، جس کسی نے ایسی بیع کی تو سامان والا جب بازار پہنچے گا تو وہ نفاذِ بیع اور فسخ کے مابین مخیّر ہوگا۔‘‘

(صحیح مسلم 3283، سنن ابوداؤد 8343، سنن ترمذی 1221، سنن نسائی 1054)

علمائے کرام اس ممانعت کی حکمت یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ فعل بازار میں اس خاص سامان کی قلت کا سبب بنتا ہے اور وہ چیز مہنگی ہوجاتی ہے۔

د- ذخیرہ اندوزی کی ممانعت:

سابقہ سطور میں گزرا کہ مہنگائی کے اسباب میں سے ایک اہم سبب ضرورت کے سامانوں کی ذخیرہ اندوزی بھی ہے جس سے شریعت نے تاجروں کو روکا ہے۔

اس کے علاوہ بھی اسلام میں دیگر تجارتی اخلاقیات ہیں، جن کی پابندی اور نفاذ سے ہم مہنگائی جیسی مصیبت سے نجات پاسکتے ہیں۔

3- حصولِ برکت کے آداب وذرائع کی پاسداری:

بلاشبہ شریعتِ اسلامیہ نے حصولِ برکت کے بہت سے آداب وذرائع متعین کیے ہیں۔ ایک انسان جن کو بروئے کار لاکر برکت جیسی نعمت سے محظوظ ہوسکتا ہے۔ اور ظاہری بات ہے کہ اگر آج بھی برکتوں کا نزول ہوتو ملک، صوبہ اور شہر غربت وافلاس اور مہنگائی جیسی مصیبتوں سے محفوظ ہوجائے گا اور ہر شخص آرام وسکون کی زندگی بسر کرنے لگے گا اور برکت کی وجہ سے اس کے مال ودولت ہی اس کے لیے کافی ہوں گے اور دردر ہاتھ پھیلانے سے محفوظ ہوگا۔ لہٰذا تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ جن افعال کو شریعت میں باعث برکت قرار دیا گیا ہے ان کی پابندی کرے اور ان کی انجام دہی کی کوششیں کرے۔

4- جس سامان کی قیمت میں اضافہ ہو، اس کا بدل تلاش کیا جائے:

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مکے کے اندر کسی موقع پر زبیب (کشمش) کی قیمت بڑھ گئی۔ لوگوں نے خط لکھ کر کوفے میں موجود علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس کا شکوہ کیا۔ تو انہوں نے یہ رائے تجویز فرمائی کہ تم لوگ کشمش کے بدلے کھجور استعمال کیا کرو کیونکہ جب ایسا کروگے تو مانگ کی کمی سے کشمش کی قیمت گرجائے گی اور وہ سستی ہوجائے گی۔ اگر سستی نہ بھی ہو تو کھجور اس کا بہترین متبادل ہے۔ (تاریخ ابن معین 168 التاریخ الکبیر للبخاری 3523)

5- جس چیز کی قیمت میں اضافہ ہو انسان اس کے استعمال کو بند کردے:

ایک بار سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں گوشت کی قیمت میں حد درجہ اضافہ ہوگیا۔ لوگ گوشت کی گرانی کی شکایت لے کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی بات سننے کے بعد کہا: اگر اس کا بھاؤ چڑھ گیا ہے تو کم کردو۔ لوگوں نے کہا: ہم تو ضرورت مند ہیں، گوشت ہمارے پاس کہاں ہے کہ ہم اس کی قیمت کم کردیں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دراصل میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ اس کا استعمال کم کردو، کیونکہ جب اس کا استعمال کم ہوجائے گا تو اس کی قیمت بذاتِ خود کم ہوجائے گی۔

(ملاحظہ ہو: تاریخ دمشق 6282، حلیۃ الاولیاء 823)

☆☆..........................☆☆

کارٹون بینی، ویڈیو گیم اور مسلمان بچے

مولانا مفتی محمد شہزاد شیخ مدظلہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد!

اللہ جل جلالہ نے والدین کے دل میں اپنی اولاد کی محبت ودیعت کی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کی جنس، رنگت، قد کاٹھ، خوبصورتی و بدصورتی سے قطع نظر والدین کو اپنی اولاد ہر حال میں محبوب ہوتی ہے! جسمانی یا ذہنی طور پر معذور بچہ بھی والدین کے لئے ایسا ہی پیارا ہوتا ہے جیسے کسی خوبصورت یا عقلمند و ہونہار بچے کے لئے والدین کے دل میں جگہ ہوتی ہے، اگر یہ محبت نہ ہوتی تو اولاد کی نگہداشت و پرورش بھی نہ کی جاسکتی تھی۔

اس محبت ہی کے تقاضے کی وجہ سے والدین کی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنی بساط کے مطابق اپنی اولاد کی ضرورتوں کو احسن انداز میں پورا کریں حتی کہ اولاد کی خواہشات کی خاطر وہ اپنی ضروریات کو بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے، اولاد کی اعلیٰ تعلیم کے لئے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر گزارا کرتے ہیں اس محبت کے تقاضے پورے کرتے ہوئے والدین اولاد کی مادی ضرورتوں کو تو باہم پورا کرتے ہیں البتہ افراط محبت میں بعض اوقات اخلاقی ضرورتوں سے صَرفِ نظر ہو جاتا ہے، معاشرے میں اپنے اردگرد ماحول کی دیکھا دیکھی اپنی اولاد کو کچھ ایسی چیزیں مہیا کر دیتے ہیں جو ان کی جسمانی، روحانی، اخلاقی اور تعلیمی تباہی کا باعث بنتی ہیں۔ والدین کو اس وقت تو اس بات کا احساس نہیں ہوتا مگر جب ان مسائل سے دوچار ہوتے ہیں تب تک یہ بُرائیاں جڑ پکڑ چکی ہوتی ہیں۔

کچے ذہنوں میں پڑ جانے والی باتیں جب رسوخ پکڑ جاتی ہیں تو آنے والی زندگی پر اس کے بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ان ہی جدید چیزوں میں کارٹون اور ویڈیو گیم ودیگر غیر ضروری اور لغو اشیاء شامل ہیں

ٹی وی اور انٹرنیٹ کے عمومی مفاسد تو بہت ہیں جس کے بارے میں بہت کچھ لکھا بھی جاچکا ہے یہاں ان کی چند ذیلی شاخوں یعنی کارٹون اور ویڈیو گیم کے نقصانات کا تذکرہ مقصود ہے کہ جس سے ہمارے بچے بے حد متاثر ہورہے ہیں، آج کل کارٹون اور ویڈیو گیم کو اولاد کے لئے ان کے بچپن کی ضرورت اور بے ضرر سمجھ لیا گیا ہے، والدین یہ سوچ کر کہ بچے کے گلی محلے میں جانے سے بہتر یہ ہے کہ ہمارے سامنے رہ کر گھر میں ہی کارٹون یا ویڈیو گیم سے لطف اندوز ہولیں لیکن یہ عمل کتنا خطرناک ہوسکتا ہے اس کا اندازہ تو یہ تحریر پڑھ کر ہی ہوگا۔

”اولاد“ اللہ جل جلالہ کی بہت بڑی نعمت ہے اولوالعزم انبیاء علیہم السلام نے بھی اپنے لئے نیک اور متقی اولاد کی تمنا کی ہے، نعمت کا شکر ادا کرنا ہر انسان پر ضروری ہے، اولاد کی نعمت پر ادائیگی شکر کا ایک طریقہ اس کی اچھی تربیت ہے جس کی سب سے پہلی ذمہ داری والدین پر عائد ہوتی ہے، کیونکہ والدین کی آغوش ہی اولاد کے لئے سب سے پہلی درس گاہ اور تربیت گاہ ہوتی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ جل جلالہ نے ایمان والوں کو اپنے اہل خانہ کی دینی تعلیم وتربیت اور اعمال و اخلاق کی نگرانی کا سختی سے حکم دیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ

وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ“ (التحریم:۶)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، اس پر سخت کڑے مزاج کے فرشتے مقرر ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے کسی حکم میں اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو حکم انہیں ملتا ہے۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ اس آیت مبارکہ ”قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَاراً“ کی تشریح علم و ادب سکھانے سے کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ کی اطاعت میں لگو، گناہوں سے بچو اور اپنے اہل خانہ کو ذکر کا حکم دو، اللہ جل جلالہ تمہیں جہنم سے نجات دیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر، ج:۸، ص:۱۶۷)

تربیت اولاد کس قدر ضروری ہے اس کا اندازہ درج ذیل آیت سے ہوتا ہے کہ جس میں ”عبادالرحمٰن“ (اللہ کے نیک بندوں) کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے اللہ جل جلالہ نے اس دعا کا بھی ذکر کیا ہے جو وہ اپنے اہل وعیال کے لئے کرتے ہیں، گویا ”عبادالرحمٰن“ محض اپنی ذاتی کوششوں پر اعتماد نہیں کرتے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ہمہ وقت اللہ جل جلالہ کی طرف باطنی طور پر بھی متوجہ رہتے ہیں اور اس سے بالخصوص اپنے اہل وعیال کی ظاہری اور باطنی اصلاح کے طالب ہوتے ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَاماً“ (الفرقان:۷۴)

ترجمہ: ”اور جو (دعا کرتے ہوئے) کہتے ہیں، ہمارے پروردگار! ہمیں اپنی بیوی بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا سربراہ بنادے۔“

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں حسن وجمال مراد نہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ جل جلالہ کے فرمانبردار ہوجائیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے جب اس آیت کی بابت دریافت کیا گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان بندہ اپنی بیوی، بھائی اور دوست سے اللہ جل جلالہ کی اطاعت ہوتے دیکھے اور خدا کی قسم کوئی چیز بھی ایک مسلمان بندے کی آنکھوں کے لئے ایسی ٹھنڈک نہیں ہوسکتی بجز اس کے کہ وہ اپنے بیٹے، پوتے اور دوست کو اللہ جل جلالہ کا فرمانبردار دیکھے۔ (تفسیر ابن کثیر، ج:۶، ص:۱۳۲)

اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا پر غور کیجئے کہ کیسے اپنے اہل خانہ کے لئے اللہ جل جلالہ سے صلاح وخیر طلب کررہے ہیں:

”فَتَبَسَّمَ ضَاحِكاً مِّن قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحاً تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ“ (النمل:۱۹)

ترجمہ: ”میرے پروردگار! مجھے اس بات کا پابند بنادیجئے کہ میں ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو آپ نے مجھے اور میرے والدین کو عطا فرمائی ہیں اور وہ نیک عمل کروں جو آپ کو پسند ہو اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرمالیجئے۔“

اللہ جل جلالہ سے اپنے اہل خانہ کے لئے دعا کے ساتھ ساتھ ان کو وعظ ونصیحت بھی بہت ضروری ہے، چنانچہ اس نصیحت کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے اللہ جل جلالہ نے اپنے نیک بندے حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے بیٹے کو نصیحت کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ O وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْناً عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ O وَإِن جَاهَدَاكَ عَلى أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفاً وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ O يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ O يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ O وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحاً إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ O وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن

صَوۡتِکَ اِنَّ اَنۡکَرَ الۡاَصۡوَاتِ لَصَوۡتُ الۡحَمِیۡرِ O۔“ (لقمان:۱۳تا۱۹)

ترجمہ: ”اور وہ وقت یاد کرو جب لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ: میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا اور یقین جانو شرک بڑا بھاری ظلم ہے اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے بارے میں یہ تاکید کی ہے (کیونکہ) اس کی ماں نے اسے کمزوری پر کمزوری برداشت کرکے پیٹ میں رکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے کہ تم میرا شکر ادا کرو اور اپنے ماں باپ کا، میرے پاس ہی (تمہیں) لوٹ کر آنا ہے اور اگر وہ تم پر یہ زور ڈالیں کہ تم میرے ساتھ کسی کو (خدائی میں) شریک قرار دو جس کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں تو ان کی بات مت مانو اور دنیا میں ان کے ساتھ بھلائی سے رہو اور ایسے شخص کا راستہ اپناؤ جس نے مجھ سے لو لگا رکھی ہے، پھر تم سب کو میرے پاس لوٹ کر آنا ہے اس وقت میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو؟ (لقمان نے یہ بھی کہا) بیٹا! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور وہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں یا زمین میں، تب بھی اللہ اسے حاضر کردے گا، یقین جانو اللہ بڑا باریک بین بہت باخبر ہے، بیٹا! نماز قائم کرو اور لوگوں کو نیکی کی تلقین کرو اور برائی سے روکو، تمہیں جو تکلیف پیش آئے اس پر صبر کرو، بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے، اور لوگوں کے سامنے (غرور سے) اپنے گال مت پھلاؤ اور زمین پر اتراتے ہوئے مت چلو، یقین جانو اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا، اور اپنی چال میں اعتدال اختیار کرو اور اپنی آواز آہستہ رکھو، بے شک سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے۔“

حدیث شریف میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سخت تاکید فرمائی ہے، ارشاد نبوی ہے:

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کو دی گئی ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا، حاکم وقت بھی ذمہ دار ہے، اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا، مرد اپنے اہل خانہ کا ذمہ دار ہے اس سے اس بارے میں پوچھا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور بچوں کی ذمہ دار ہے اس سے اس بارے میں پوچھا جائے گا، غلام (آج کے دور میں نوکر) مالک کے مال کا ذمہ دار ہے اس سے اس بارے میں پوچھا جائے گا، الغرض ہر آدمی ذمہ دار ہے، اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا۔“

(صحیح البخاری کتاب الاحکام رقم الحدیث:۷۱۳۸)

ماں باپ کی طرف سے اولاد کے لئے کسی مادی تحفے کے بجائے سب سے اعلیٰ اور بیش بہا انعام یہی ہے کہ ان کی تربیت مثالی ہو، وہ سیرت و اخلاق کے بلند مرتبے پر فائز ہوں، اپنے کردار اور ادب و آداب میں نمایاں ہوں، ارشاد نبوی ہے:

ترجمہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی باپ نے اپنی اولاد کو کوئی عطیہ اور تحفہ حسن ادب اور اچھی سیرت سے بہتر نہیں دیا۔“ (سنن الترمذی، ج:۴، ص:۳۳۸)

دین اسلام نے والدین کو ایک اور نہایت ہی احسن انداز میں یہ بات سمجھائی ہے کہ اولاد کی تربیت نہ صرف دنیا میں ان کے کام آئے گی بلکہ مرنے کے بعد بھی اس عمدہ تربیت کا فائدہ والدین کو پہنچتا رہے گا، ارشاد نبوی ہے:

ترجمہ: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین باتوں کے، ایک یہ کہ کچھ صدقہ جاریہ کردے یا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں یا نیک اولاد جو اس شخص کے لئے دعا گو رہے۔“

دورِ جدید کی ایجادات کے تناظر میں طبیعت انسانی میں جو فرق رونما ہو رہا ہے اور جس طرح معاشرتی اقدار کا خاتمہ ہوتا جا رہا ہے، اس سے بچے بہت زیادہ متاثر ہو رہے ہیں۔ بچوں میں چونکہ انفعالیت زیادہ ہوتی ہے، اس لئے یہ بچے بہت جلد کسی بھی چیز کا اثر قبول کر لیتے ہیں، خواہ وہ اچھی ہو یا بری۔ پھر ان کچے ذہنوں میں پڑ جانے والی باتیں جب رسوخ پکڑ جاتی ہیں تو آنے والی زندگی پر اس کے برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ان ہی جدید چیزوں میں کارٹون اور ویڈیو گیم و دیگر غیر ضروری اور لغو اشیاء شامل ہیں جو بظاہر تو کھیل کود اور تفریح کو دنیا سے تعلق رکھتی ہیں، لیکن یہ بچوں کی تربیت اور طبیعت پر بہت گہرے منفی اثرات ڈالتی ہیں۔ (جاری ہے)

خطاب: حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ

(مرکزی ناظم تبلیغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

بموقع: تحفظ ختم نبوت کانفرنس، یکم ستمبر۲۰۲۲ء بروز جمعرات باغ جناح، مزار قائد کراچی

ضبط وترتیب: مولانا محمد حسان اعجاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيماً۔“ (الاحزاب:۴۰)

وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: اول الانبیاء آدم وآخر ھم محمد درود شریف پڑھ لیجئے، اللّٰھم صلی علٰی محمد وعلٰی آل محمد کما صلیت علٰی ابراھیم.....الخ

قابل صد احترام علماء کرام، بزرگان محترم برادران عزیز! قرآن مجید فرقان حمید میں سے ایک آیت کریمہ اور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مختصر ارشاد گرامی تبرکاً آپ کی خدمت میں تلاوت کیا ہے، آج کی یہ عظیم الشان کانفرنس درحقیقت ۷/ستمبر۱۹۷۴ء کو ہونے والے عظیم الشان اور تاریخ ساز فیصلہ کی یاد میں منعقد ہو رہی ہے، اگر ہم تھوڑا سا اور پیچھے جائیں ۱۹۳۴ء قادیان میں ہمارے بزرگوں نے عظیم الشان کانفرنس منعقد کی۔ یہ کانفرنس اس کا تسلسل ہے بلکہ یہ تسلسل ۱۹۳۴ء سے نہیں بلکہ آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نے جب سے دعویٰ نبوت کیا ہے، اس وقت سے لے کر آج تک مسلسل امت مسلمہ قادیانیت کے خلاف مصروف جدوجہد ہے۔

میرے محترم دوستو! انگریز کے زمانہ میں ہمارے سینکڑوں علماء کرام جیلوں میں گئے، ہتھکڑیاں پہنیں، بیڑیاں پہنیں اور دس ہزار مسلمانوں نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ”تاجدار ختم نبوت زندہ باد“ کے نعرے لگا کر اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ اپنی جان سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر قربان کی۔

میرے محترم دوستو! بظاہر یہ تحریک گولی سے دبادی گئی، ۱۰ہزار مسلمانوں کو خاک وخون میں تڑپایا گیا۔ ۱۹۷۴ء میں ہونے والی دوسری ہماری ختم نبوت کی تحریک تھی، الحمدللہ! ہمارے بزرگوں کی آواز مسجد کے محراب ومنبر سے نکل کر قومی اسمبلی کے ایوان میں گونجی، سینیٹ کے ایوان میں گونجی، ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کی قیادت شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ حضرت خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ، جمعیت اہلحدیث کے حافظ عبدالقادر روپڑیؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، بریلوی مکتبہ فکر کے مولانا محمود احمد رضویؒ، علامہ عبدالستار خان نیازیؒ اور سینکڑوں علماء کرام اس محاذ پر ختم نبوت کی تحریک کی قیادت کر رہے تھے اور اسمبلی میں الحمدللہ! مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، امام اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانیؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک اور ہمارے کئی علماء کرام نے اسمبلی میں مرزائی جماعت کے لیڈروں کے دانت کھٹے کئے اور جب ہمارے حضرات نے ان پر گرفت کی تو مرزا ناصر احمد ہیڈ آف دی جماعت قادیان و ربوہ تڑپ اٹھا اس نے کہا کہ میں مفتی محمود کے سوالوں کا جواب نہیں دوں گا، میں مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ کے سوالوں کا جواب نہیں دوں گا۔ اسپیکر نے کہا: مرزا صاحب! یہ اسمبلی

مدرسہ عبداللہ ابن رواحہ میں جلسہ

مدرسہ عبداللہ ابن رواحہؓ بہاولپور کی تکمیل قرآن کی تقریب میں شرکت کی۔ مدرسہ کے بانی قاری محمد عبداللہ فاضل دارالعلوم مدنیہ ہیں۔ اندرون فرید گیٹ بہاولپور میں حفظ وناظرہ کا معیاری ادارہ قائم کیا۔ ۵/اکتوبر بر ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد فرید گیٹ میں تکمیل قرآن کی تقریب منعقد ہوئی، جس کی صدارت شیخ الحدیث مولانا عطاء الرحمٰن مدظلہ مہتمم دارالعلوم مدنیہ، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کی۔ مہمان خصوصی قاری منظور احمد مدنی تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا محمد حذیفہ نے عظمت قرآن پر خطاب فرمایا، بیس حفاظ کی دستار بندی کی گئی۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی عطاء الرحمٰن، قاری منظور احمد مدنی نے دستار بندی کرائی۔

جیوری کی حیثیت حاصل کر چکی ہے، وزیر اعظم کے حکم سے یہ اسمبلی عدلیہ کی حیثیت اختیار کر چکی ہے اور یہ سارے جج ہیں، آپ سے جو چاہیں سوال کریں مرزا ناصر نے کہا: پھر میں نہیں آتا، ہمارے حضرات نے کہا کہ ہمیں کوئی شوق نہیں، الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنی ساری لائبریری ملتان سے اسلام آباد گورنمنٹ لاجز میں مولانا مفتی محمودؒ کے کمرے میں منتقل کر دی، ہمارے استاذ فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور ہمارے دیگر علماء کرام مناظرین رات کو جناب یحییٰ بختیارؒ کی تیاری کراتے اور دن کو یحییٰ بختیار گرجتا۔ واقعہ یہ ہے کہ یحییٰ بختیار نے ۱۳ دنوں میں قادیانیت کے دانت کھٹے کئے اور مرزا ناصر احمد چیخ اٹھا۔ ہمارے پاس جناب یحییٰ بختیارؒ کا ایک انٹرویو موجود ہے۔ یحییٰ بختیار کہتے ہیں کہ مجھے پرائم منسٹر ہاؤس سے فون آیا کہ یحییٰ کہاں ہو؟ میں نے کہا کہ آفس میں... کہا کہ تمہیں بھٹو صاحب یاد کر رہے ہیں، میں بھاگم بھاگ وزیر اعظم ہاؤس پہنچا۔ دیکھا کہ بھٹو صاحب کے چہرے کا رنگ اترا ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ سر! کیا ہوا؟ کہنے لگے کہ مرزا ناصر احمد آیا تھا اور کہتا تھا کہ تمہارا اٹارنی جنرل مجھے کافر قرار دلوانے پر تلا ہوا ہے۔ جناب یحییٰ بختیار کہتے ہیں کہ بجائے اس کے کہ میں قرآن پاک سے، احادیث نبویہ سے، فقہ اسلامی سے دلائل دیتا، میں نے کہا: بھٹو صاحب! یہ بدبخت کہتا ہے، ذوالفقار علی بھٹو کافر ہے؟ یہ کہتا ہے، پیپلز پارٹی والے کافر ہیں، یہ کہتا ہے، مسلم لیگ والے کافر ہیں، جمعیت علماء اسلام والے کافر ہیں، یہ کہتا ہے دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث، سارے کافر ہیں، بھٹو صاحب! آپ فرمائیں کہ یا ہم سارے کافر ہوں گے یا یہ اکیلا کافر ہوگا، بقول یحییٰ بختیار مرحوم، جناب ذوالفقار علی بھٹو نے پانچ سات بڑی بڑی گالیاں لڑھکائیں اور کہا کہ یہ سور کا بچہ کافر ہوگا، ہم کافر کیوں بنے؟ الحمدللہ! ہمارے بزرگوں کی محنت سے ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو قانون بن گیا، یہاں پر بہت سے سیاسی قائدین بھی موجود ہیں، ہمارے آئین میں تقریباً ۲۴ ترمیمیں ہو چکی ہیں اور ۲۳ متنازع ہیں اور حزب اختلاف نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا، ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو ہونے والی آئینی ترمیم میں ایک ممبر نے بھی اختلاف نہیں کیا، حالانکہ ایک ممبر ہندو اور ایک عیسائی بھی تھا۔ اور پوری کی پوری قومی اسمبلی نے یہ فیصلہ کیا کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں، سب کہہ دیجئے: الحمدللہ! پوری کی پوری قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا۔

دیکھئے کہ مرزا قادیانی نے جس دن نبوت کا دعویٰ کیا تھا وہ اپنے عقائد کی بنیاد پر اسی دن دائرہ اسلام سے خارج ہوا۔ قرآن کریم کی رو سے خارج ہوا، احادیث نبویہ کی رو سے خارج ہوا، فقہ اسلامی کی رو سے خارج ہوا مگر اسے کافر قرار دلوانے کے لئے ہمارے بزرگوں کو ۹۰ سال جدوجہد کرنی پڑی اور ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانی کافر قرار دیئے گئے پھر اور بھی الحمدللہ! تحریکیں چلی ہیں اور ہمارے بزرگوں کا یہ اعلان ہے، خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ جو ہمارے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ۳۰ سال سے زائد امیر رہے، وہ فرمایا کرتے تھے: روئے زمین پر جب تک ایک بھی قادیانی موجود ہے، ہماری یہ پُرامن تحریک جاری رہے گی۔ کیا خیال ہے بھائی! جاری رہنی چاہئے یا نہیں کہ سب جواب دیجئے ان شاء اللہ! یہ ہماری تحریک جاری رہے گی اور ہم حکمرانوں سے بھی کہتے ہیں کہ آذربائی جان کے سفیر کو جس کا قادیانی ہونا ثابت ہو چکا ہے اور ہم نے لیٹر کے ذریعہ وزیر اعظم کو بھی اور دوسرے وزراء سے بھی اس سلسلے میں مطالبات کئے اور ہم حکومت سے مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ آذربائیجان کا قادیانی سفیر جس کی وجہ سے مسلمانوں کے ایمان خراب ہو رہے ہیں اسے فی الفور اس اہم عہدے سے الگ کیا جائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت الحمدللہ! اس قسم کے پروگرام پورے ملک میں کر رہی ہے، آج کی یہ کانفرنس ان پروگراموں کا آغاز ہے، دعا ہے کہ اللہ پاک ہماری تمام کانفرنسوں کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔☆

چک ۱۰۸ ڈی بی منڈی یزمان میں جلسہ سیرت النبی و محفل نعت

مدرسہ عربیہ حنفیہ کی بنیاد ۱۹۳۶ء میں ڈاکٹر محمد علی نے رکھی۔ ان کی وفات ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹۷۲ء کو ہوئی اور ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند حافظ نصرۃ اللہ مدرسہ کے مہتمم، مسجد کے متولی رہے۔ موصوف ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء واصل بحق ہوئے۔ وقت تحریر مولانا دین محمد مدظلہ مسجد کے خطیب ہیں۔ ۱۴/اکتوبر مغرب کے بعد جامع مسجد میں جلسہ سیرت النبی و محفل نعت منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا محمد دین مدظلہ نے کی۔ محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا ہدایت اللہ کے بیانات ہوئے جبکہ مولانا آصف رشیدی اور عبدالشکور برادران نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ جلسہ رات گئے تک جاری رہا۔ مولانا محمد طارق اور مولانا محمد قاسم نے بھرپور جدوجہد کی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

شجاع آباد جامع مسجد صوت القرآن: پرانی غلہ منڈی روڈ جس کے بانی حاجی محمد شریف آئرن مرچنٹ اور مولانا قاری محمد شفیق حقانی ہیں۔ ۲۳؍ستمبر جمعۃ المبارک کی نماز سے پہلے پونے ایک بجے سے سوا ایک بجے تک بیان کیا اور مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ صدیق آباد کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد صدیق زید مجدہ کی معیت میں صدیق آباد واپسی ہوئی اور پونے دو سے سوا دو بجے تک جامع مسجد سیّدنا علی المرتضیٰ میں بیان کیا۔ مغرب کی نماز کے بعد مسجد بلال بستی مٹھو میں ’’موت‘‘ کے عنوان پر بیان کیا اور ماسٹر ذوالفقار احمد کی جواں سال بہو کے ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔

چک نمبر ۶۷ فیروزہ میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس: ہمارے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ کے مبلغ مولانا محمد سلمان سلمہ نے چک ۶۷ میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا، جو مغرب کی نماز کے بعد سے لے کر عشاء کی نماز تک جاری رہی اور عشاء کی نماز تاخیر سے ادا کی گئی۔ کانفرنس کی صدارت مسجد ہذا کے خطیب مولانا قاری محمد مبارک نے کی اور انہیں کی تلاوت سے کانفرنس کا آغاز ہوا۔ نعت قاری مسعود الرحمٰن نے پڑھی۔ مولانا محمد حذیفہ، مولانا محمد عمران، مولانا محمد سلمان اور راقم الحروف کے بیانات ہوئے۔ آخری بیان رحیم یار خان کے مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی کا ہوا۔ کانفرنس میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی۔ مقررین نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، ضرورت پر بیان فرمائے اور قادیانی مصنوعات اور ان سے مکمل بائیکاٹ کی اپیل کی گئی۔ نیز ۶؍اکتوبر ۲۰۲۲ء کو مرکزی عیدگاہ بہاولپور کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی گئی۔

مصباح القرآن حمادیہ نزد پرمٹ علی پور: مصباح القرآن محمدیہ کا سنگ بنیاد پیر طریقت مولانا عبدالقادر ڈیرویؒ نے ۲۰۱۷ء کے اوائل میں رکھا۔ مدرسہ کے بانی دارالعلوم کبیر والا کے فاضل مولانا حماداللہ ہیں۔ موصوف نوجوان اور متحرک عالم دین ہیں، ان کی مساعی جمیلہ سے یہ ادارہ معرض وجود میں آیا، علاقائی بچوں کی تعلیم کا شاندار مرکز ہے۔ ۲۸؍ستمبر مغرب کی نماز کے بعد راقم نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان کیا۔

مدینہ مسجد شہر سلطان: شہر سلطان ایک قدیمی قصبہ ہے۔ مقامی حضرات کے بقول یہ قصبہ ۱۶۱۴ء میں معرض وجود میں آیا۔ سیلاب کی وجہ سے یہ قصبہ کئی مرتبہ دریا برد ہوا۔ اس وقت جہاں یہ قصبہ واقع ہے، اسے تین اطراف سے اونچا بند بنا کر محفوظ کر دیا گیا ہے اور بند پر کارپٹ روڈ بنا کر اسے مزید محفوظ کر دیا گیا۔ مدینہ مسجد قیام پاکستان سے پہلے موجود تھی۔ مختلف علاقوں سے ہجرت کر کے آنے والوں نے شہر سلطان کو مسکن بنایا۔ ایک عرصہ تک اس چھوٹی سی مسجد میں گزارا کرتے رہے۔ چند سال قبل راقم شہر سلطان میں ایک تبلیغی پروگرام میں حاضر ہوا۔ مسجد کے خطیب مولانا عبدالرؤف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علاقائی امیر ہیں، اپنی مسجد میں لے کر گئے اس وقت چھوٹی سی تھی۔ اب الحمدللہ! اس کی توسیع ہوچکی ہے۔ ۲۸؍ستمبر مغرب سے عشاء تک پروگرام منعقد ہوا۔ ضلع مظفرگڑھ کے مبلغ مولانا حمزہ لقمان کا ولولہ انگیز بیان ہوا، جبکہ آخر میں راقم نے بیان کیا۔ عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھی گئی۔ شہر سلطان سے فارغ ہو کر اپنے مرکز دارالہدیٰ پرمٹ علی پور میں آرام کیا۔

جامع مسجد بستی ڈینہ میں بیان: بستی ڈینہ

ABS
ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

پرمٹ سے علی پور کی طرف تقریباً ایک کلومیٹر پر واقع ہے۔ ہمارے ادارہ دارالہدیٰ کے سابق ناظم اور مجلس کے مبلغ مولانا عبدالکریمؒ اسی بستی کے رہنے والے اور ڈینہ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ مسجد اہل حق کا قدیم مرکز ہے، جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام چھوٹے بڑے مبلغین تشریف لاکر بیان فرماتے رہے۔ ۲۹؍ستمبر صبح کی نماز کے بعد راقم کا درس ہوا۔

جامعہ امدادیہ حبیب المدارس یا کی والی: علی پور کے بانی فاضل دیوبند مولانا حبیب اللہؒ تھے۔ موصوف خطیب پاکستان مولانا عبدالشکور دین پوریؒ کے ساتھیوں اور مولانا عبدالرزاق جتوئیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ ۱۹۳۶ء میں دورۂ حدیث شریف دارالعلوم دیوبند سے کیا۔ ۱۹۵۳ء میں علی پور کے قریب بستی یا کی والی میں ادارہ قائم کیا، جو آج جامعہ کے حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ موصوف کے فرزندان گرامی قدیم و جدید علوم کے حسین امتزاج ہیں۔ فرزند اکبر مولانا محمد مکی دامت برکاتہم مختلف عصری تعلیمی اداروں میں پروفیسر رہے۔ مدرسہ کا اہتمام و انصرام ان کے ہاتھوں میں ہے۔ ۲۹؍ستمبر صبح ساڑھے نو سے سوا دس بجے تک راقم کا بیان ہوا، جس میں اساتذہ کرام اور درجۂ کتب کے طلبہ نے شرکت کی۔

جامعہ اسلامیہ تعلیم الاسلام جتوئی: جامعہ کے بانی معروف شعلہ بیان خطیب و مقرر مولانا محمد یحییٰ عباسی زید مجدہ ہیں۔ موصوف کے والد گرامی حضرت مولانا قائم الدین عباسیؒ تحریک تنظیم اہلسنت کے مرکزی راہنماؤں اور مبلغین میں سے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سب سے پہلے دارالمبلغین میں مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوریؒ، مولانا محمد لقمان علی پوریؒ، مولانا غلام رسول علی پوریؒ، مولانا قاضی عبداللطیف اخترؒ شجاع آبادی، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کے ساتھ آپ نے ٹریننگ حاصل کی۔ موصوف نے کئی ایک نکاح کئے۔ مولانا محمد یحییٰ عباسی زید مجدہ دوسری اہلیہ میں سے ہیں۔ انہوں نے جتوئی میں شہری ماحول سے ہٹ کر ادارہ قائم کیا۔ اس ادارہ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ اپنے ادارہ میں یتیم اور لاوارث بچوں کو داخلہ دیتے ہیں اور تمام بچوں کو آرام کے لئے پلنگ (بیڈ) مہیا کرتے ہیں۔ مولانا محمد حمزہ لقمان سلمہ کی معرفت جامعہ میں صبح ۱۱ سے پونے بارہ تک ۲۹؍ستمبر کو بیان ہوا۔

جامع مسجد مدنی رمزی چوک، مبارک پور: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد رمزی چوک میں جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت علاقہ کی معروف دینی شخصیت مولانا سیّد حبیب اللہ شاہ نے کی، جبکہ بہاولپور کے معروف مجود قاری منظور احمد مدنی مہمان خصوصی تھے۔ مولانا مفتی محمد راشد، محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا، آخری بیان و دعا مولانا پیر حبیب اللہ شاہ مدظلہ نے فرمائی۔

جامع مسجد نور پور نورنگاہ: ۳۰؍ستمبر صبح کی نماز کے بعد درس دیا، علاقہ کے معروف نعت خواں جناب حضور احمد عنصر نے نعتیہ کلام پیش کیا۔

جامع مسجد حاجی محمد اشرف غلہ منڈی بہاولپور: مسجد کے بانی حاجی محمد اشرف چغتائیؒ تھے۔ یہ مسجد ۱۹۶۰ء کی دھائی میں تعمیر کی گئی۔ راقم جب بہاولپور میں مبلغ تھا تو مسجد کے خطیب مولانا محمد یوسف بہاولپوریؒ تھے۔ موصوف بہادر اور دبنگ خطیب تھے۔ ڈنکے کی چوٹ بات کرتے حالانکہ انتظامیہ چوہدریوں پر مشتمل تھی۔ موصوف اس شعر کا مصداق تھے:

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے آبلۂ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں اور بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

ان کی تربیت استاذ محترم شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، مولانا مفتی علی محمدؒ، مولانا صوفی محمد سرورؒ، مولانا منظور الحقؒ، مولانا ظہور الحقؒ جیسے عظیم اساتذہ دارالعلوم کبیر والا نے کی۔ کچھ عرصہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کراچی میں مبلغ رہے۔ اس پر ایک واقعہ سناتے کہ میں کراچی میں مبلغ تھا کہ میرے گھر بچہ پیدا ہوا تو گھر والوں نے

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

دفتر مرکزیہ ملتان میں اطلاع کی۔ مولانا محمد علی جالندھریؒ کراچی دفتر فون کرتے رہے، جواب نہ آنے کی وجہ سے ایک جماعتی ساتھی کو حکم دیا کہ ایک چٹ لکھ کر تالا میں لٹکا دیں۔ اگلے دن میں آیا تو ملتان فون کرنے پر معلوم ہوا تو میں نے ملتان کا سفر کیا۔ اس وقت میرے بچے کبیر والا رہتے تھے تو کبیر والا چلا گیا، کچھ دن زیادہ لگ گئے تو مولانا جالندھریؒ نے ساتھی بھیج کر بلوالیا اور فرمایا کہ میں رات کو فون کرتا رہا، آپ کہاں تھے؟ میں نے جواب دیا کہ ایک مسجد میں درس دیتا ہوں اور رات کی رہائش بھی مسجد میں ہوتی ہے، تو بہرحال میں کراچی دفتر آ گیا تو مولانا جالندھریؒ کا خط آیا کہ ایک جماعت کے کئی مبلغ ہوسکتے ہیں لیکن ایک مبلغ کی کئی جماعتیں نہیں، مسجد یا مجلس۔ میں نے مسجد کو ترجیح دی کہ اس میں مراعات زیادہ تھیں اور رہائش بھی تھی۔ کراچی سے بہاولپور آ گئے اور جامع مسجد حاجی محمد اشرف غلہ منڈی کے خطیب بنا دیئے گئے۔ میرے زمانہ تبلیغ میں سب سے موثر آواز مولانا محمد یوسفؒ کی ہوتی تھی۔ اصلاحی تعلق خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ سے تھا۔ دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور کے بانی کا انتقال ہوا تو مولانا محمد یوسف دارالعلوم الحسینیہ کے مہتمم بنا دیئے گئے۔ مولانا محمد یوسفؒ کے بعد مولانا محمد عبداللہ خان خطیب رہے زیادہ عرصہ نہ چل سکے۔ ان کے بعد منڈی یزمان کے علاقہ چک نمبر ۱۰۸ ڈی بی کے مولانا محمد عبداللہ خطیب رہے۔ دو سال قبل ان کا انتقال ہوا، اب مولانا محمد عبداللہ مرحوم کے فرزند ارجمند مولانا لطف اللہ خطیب چلے آ رہے ہیں۔ ۳۰ ستمبر جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے جامع مسجد اشرف غلہ منڈی بہاولپور میں دیا۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد گرین ٹاؤن میں بیان ہوا۔ جس کے خطیب مولانا مفتی عبدالرزاق ہیں۔

جامع مسجد قبا شاداب کالونی: مسجد میں عشاء کے بعد بیان ہوا۔ جامع مسجد قبا پاکستان بننے کے بعد بنائی گئی، اب اس کی تعمیر جدید ہوئی ہے۔ مسجد قبا کے خطیب مولانا عبدالاحد ہیں جو ہمارے استاذ

صوفی نور محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ لیاقت پور، رحیم یار خان

جناب نور محمد قریشیؒ ریاست الورانڈیا سے ہجرت کر کے لیاقت پور میں تشریف لائے اور لیاقت پور ہی کو مسکن بنایا۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند مسلمان تھے۔ فرائض وسنن کی پابندی ان کی لازمہ حیات تھی۔ ۱۹۵۵ء سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہوگئے، ہر سال لیاقت پور میں کانفرنس کراتے۔ جس میں جب تک مولانا جالندھریؒ زندہ رہے شرکت فرماتے رہے۔ بعدازاں مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ، مولانا محمد لقمان علی پوریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ اور دیگر مبلغین کو بلا کر شہر اور مضافات میں عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکہائے ختم نبوت میں بھی بھرپور حصہ لیا، نیز ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں بھی بھرپور حصہ لیا۔

راقم ۱۹۷۶ء کے آخر میں رحیم یار خان ضلع کا مبلغ بن کر گیا اور ۱۹۸۰ء تک رہا تو لیاقت پور میں راقم اور خدام ختم نبوت کے میزبان ہوتے۔ ریلوے اسٹیشن کے پُل سے شہر کی طرف اتریں تو چند فرلانگ کے فاصلہ پر دائیں طرف مدرسہ قاسم العلوم ہے۔ مدرسہ قاسم العلوم کے بالمقابل شمال کی طرف پان سگریٹ اور کولڈرنک کا کھوکھا تھا۔ اس سے اپنے بچوں کا پیٹ پالتے تھے ”نور محمد کے پان لبوں کی شان“ پان کی برکات سے ان کے ہونٹ ہر وقت زرد رہتے۔ رمضان المبارک میں راقم، بعدازاں مولانا حافظ احمد بخشؒ اور اب مولانا مفتی محمد راشد مدنی کے ساتھ چل کر مجلس کے لئے مالی امداد کراتے۔

نصف صدی سے زائد عقیدۂ ختم نبوت کی پاسبانی کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے ۲۴ فروری ۲۰۲۲ء کو ۸۵ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی کی اقتدا میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور انہیں قبرستان گلشن حیدر کچی منڈی لیاقت پور میں سپرد خاک کیا گیا۔ انہوں نے پسماندگان میں تین بیٹے اور آٹھ بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ راقم ۲۷ ستمبر ۲۰۲۲ء کو تعزیت کے لئے حاضر ہوا۔ ان کے فرزندان گرامی میں سے تو کسی سے ملاقات نہ ہوسکی، البتہ ان کے ایک دوست چوہدری ظفر اقبال کے ہاں فاتحہ خوانی اور مرحوم کی دعائے مغفرت کی گئی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے شاگرد رشید اور جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے فاضل ہیں۔استاذ جی کے حکم پر مسجد کے ملحق مدرسہ بنایا گیا اور استاذ جی کی تجویز پر مدرسہ کا نام مدرسہ رشیدیہ رکھا گیا۔مدرسہ میں ساٹھ کے قریب طلبہ زیر تعلیم ہیں، جن میں مسافر ۲۰ ہیں، دو اساتذہ کرام تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

جامعہ احیاء العلوم حاصل پور: حضرت لاہوریؒ کے مسترشد ڈاکٹر محمد شریف مدرسہ کے بانیوں میں سے تھے، ایک عرصہ فاضل دیوبند مولانا غلام حسینؒ بھی مدرسہ کے صدر مدرس اور جامع مسجد کے خطیب رہے۔ بہت ہی بہادر انسان تھے۔جنرل ضیاءالحق کے دور میں ملک بھر میں سڑکوں کی توسیع میں آنے والی مساجد کو گرانے کے آرڈر ہوئے تو مولانا غلام حسینؒ نے فرمایا کہ یہ مسجد پاکستان کو وراثت میں ملی ہے۔یہ ہماری لاشوں پر گزر کر گرائی جاسکتی ہے۔ہمارے جیتے جی نہیں گرائی جاسکتی۔مدرسہ کے صدر مدرس مولانا فیض اللہ مدظلہ ہمارے پیر بھائی اور مولانا محمد عدنان ڈاکٹر محمد شریفؒ کے پوتے ہیں،ان کی زیارت و ملاقات کے لئے تھوڑی دیر ٹھہرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

جامعہ فاروقیہ قائم پور: جامعہ کے مولانا شبیر احمد راجپوت المعروف عثمانی سے چالیس سالہ پرانے مراسم ہیں۔بخشن خان جاتے ہوئے تھوڑی دیر ان کے ادارہ میں ٹھہرے۔

مدرسہ اشرف العلوم بخشن خان بہاولنگر: مدرسہ اشرف العلوم بخشن خان کی بنیاد مولانا محمد عالم فاضل جامعہ امینیہ دہلی تلمیذ رشید مفتی اعظم ہند مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ نے ۱۹۶۳ء میں رکھی۔سنگ بنیاد کی تقریب میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا محمد ابراہیم چشتیاں اور کئی ایک اکابر شریک ہوئے۔ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا رشید احمد رشیدیؒ نے ۱۹۹۰ء سے ۲۰۱۰ء تک ادارہ کی شہرت کو بام عروج تک پہنچایا۔۲۰۱۰ء سے تاوقت تحریر مولانا مسعود احمد مدظلہ اہتمام اور مولانا مطلوب احمد انتظام سنبھالے آرہے ہیں۔کثیر تعداد میں طلبہ اور طالبات زیر تعلیم ہیں۔۲/اکتوبر صبح کی نماز کے بعد راقم نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر تفصیلی بیان کیا۔

چک۵۳فتح بخشن خان: یکم اکتوبر مغرب کی نماز کے بعد راقم کا بیان ہوا۔مولانا محمد قاسم رحمانی مبلغ ضلع بہاولنگر کی معیت ورفاقت حاصل رہی۔

۲/اکتوبر عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد مدینہ المعروف ڈگی والی بہاولنگر میں بیان ہوا۔

۳/اکتوبر صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد فردوس قریش کالونی میں بیان ہوا۔حضرت مولانا سیّد بشیر حسین شاہؒ ایک عرصہ تک مسجد ہذا کے امام و خطیب رہے۔ بوقت تحریر قاری امیر حمزہ امام و خطیب ہیں جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر کے سابق امیر مولانا قاری عبدالغفورؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔

۴/اکتوبر صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد مہاجر کالونی میں بیان ہوا۔مجلس کے سابق ناظم اعلیٰ مولانا فیض احمدؒ ایک عرصہ تک خطیب رہے۔ان کی وفات کے بعد مسجد کی توسیع کی گئی اور بہت ہی خوبصورت مسجد ہے۔سابق امیر مولانا قاری عبدالغفورؒ جن کا تذکرہ گزشتہ سطور میں ہوا ان کے فرزند ارجمند مولانا قاری بارک اللہ مسجد ہذا کے امام وخطیب ہیں۔

جامعہ خیرالعلوم خیرپور ٹامیوالی: جامعہ کی بنیاد ۱۹۴۰ء میں سیّد غلام محی الدین ہمدانیؒ نے رکھی۔دارالعلوم دیوبند کے فاضل، جامعہ اشرفیہ لاہور کے سابق مہتمم مولانا عبیداللہ اشرفیؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ سابق مہتمم جامعہ خیرالمدارس ملتان کے شریک درس مولانا مفتی غلام قادر مہتمم بنائے گئے۔مفتی صاحب مذکور نے ۲۰۰۷ء تک مدرسہ کا اہتمام وانصرام سنبھالے رکھا۔۲۰۰۷ء میں ان کی وفات کے بعد سے حضرت مفتی صاحبؒ کے فرزند ارجمند مولانا محمد عبداللہ مہتمم چلے آرہے ہیں، جبکہ مولانا ارشادالحق مدظلہ شیخ الحدیث اور صدرالمدرسین ہیں۔موخرالذکر سے چالیس سالہ تعلق ہے۔۴/اکتوبر کو قبل ازظہر حاضری ہوئی،ظہر کی نماز کے بعد منڈی یزمان کے لئے سفر کیا۔

مدرسہ حقانیہ: مدرسہ کے بانیوں میں سے شیخ واحد بخش، شیخ رحیم بخش، شیخ کریم بخش تھے۔قیام پاکستان سے پہلے یہ ادارہ بنایا گیا۔تعمیر جدید کا سنگ بنیاد ۸/اکتوبر ۱۹۹۶ء کو قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے رکھا۔اس ادارہ کی بانی درحقیقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تھی اور اس ادارہ میں صوفی باصفا، عالم باعمل حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ملتانیؒ کے فرزند نسبتی مولانا احمد حسنؒ ایک عرصہ تک اس ادارہ کے سربراہ اور مسجد کے خطیب رہے۔مسجد و مدرسہ کے لئے زمین حکیم جاوید اقبالؒ نے وقف کی۔بوقت تحریر مولانا احمد حسین کے فرزندان گرامی مولانا زبیر احمد، مولانا عمیر احمد مسجد و مدرسہ کا نظم سنبھالے ہوئے ہیں۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یزمان کے امیر حاجی عبدالحقؒ بھی مولانا احمد حسن کے دور میں مسجد و مدرسہ کے خدام میں رہے۔

REGD.SS.160

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	صفحات	رعائتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	1129	350
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	672	200
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	752	200
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	3240	1000
5	فتاوی ختم نبوت (تین جلدیں)	مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ	1644	1000
6	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 1	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	480	200
7	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 2	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	528	200
8	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 3	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	572	200
9	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 4	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	544	200
10	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 5	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	528	200
11	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 6	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	552	200
12	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 7	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	440	200
13	محاسبہ قادیانیت جلد نمبر 8	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل		200
14	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	2952	800
15	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	688	300
16	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1672	500
17	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	216	100
18	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	192	100
19	تذکرہ حکیم العصرؒ (مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	376	100
20	لولاک کا خواجہ خواجگانؒ نمبر	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان	1008	300
21	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	296	100
22	مشاہیر کے خطبات ختم نبوت	جناب صلاح الدین بی، اے ٹیکسلا	312	100
23	قادیانی تفاسیر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	ڈاکٹر محمد عمران	352	200

نوٹ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں۔

ملنے کا پتہ: مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان فون: 061-4583486